امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر: 45

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- موجودہ معاشرہ اور والدین کی ذمہ داریاں
- ہندوستان میں دعوت اسلامی کی......
- میانمار میں بغاوت..........
- دو محاذوں پر کام کرنے کی ضرورت
- حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نمایاں......
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

اللہ اکبر: اللہ سب سے بڑا ہے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق مٹی سے کی، وہ مٹی جس کو جس قدر اوپر اچھال دیں، وہ زمین پر آکر ہی گرے گا، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بنی نوع انسان کے درمیان توالد وتناسل کا جو سلسلہ چلا اور چلتا آرہا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا، وہ ایک حقیر قطرہ ہے، جو ناپاک بھی ہے اور گھٹیا بھی، اس طرح انسان کی فطرت اور سرشت تو یہی ہے کہ وہ اپنے کو کسی حال میں بڑا نہ سمجھے اور ہر آن، ہر لمحہ اللہ کی بڑائی کا اقرار کرتا رہے، یہ بات اس کی عادت اور فطرت بن جائے اور شیطانی مکر وو ساوس سے اس کی زندگی پاک رہے، اس کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت دی کہ بچہ جب بیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جائیں، تاکہ بچے کے دل کے سادے کاغذ پر اللہ کی بڑائی، رسول کی رسالت، نماز وفلاح وکامیابی کی اہمیت اور اللہ کے علاوہ کسی اور کے معبود نہ ہونے کا خیال ثبت ہو جائے، پھر جب بڑا ہوا اور اذان کے کلمات سن شعور میں پہونچ کر سنے تو اللہ کی بڑائی اور اس کے معبود مسجود ہونے کے احساس کے ساتھ نماز کے لئے چل پڑے، اللہ سے فلاح وکامرانی طلب کرے اور اعلان کردے کہ اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو ہی سب سے بڑا ہے، جماعت کے کھڑے ہونے کے لئے اقامت میں کہے جانے والے الفاظ اس احساس کو مضبوط اور ان امور پر شعور کو پختہ کرتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے نماز میں اللہ اکبر کی تکرار اللہ کی بڑائی کے تصور کو قلب ودماغ میں راسخ کرتا ہے، عیدین کی نماز سے قبل تکبیر تشریق کا ورد، سماجی طور پر اللہ کے سب سے بڑے ہونے کا اعلان، جنازہ کی نماز میں چار تکبیر، دشمن کے چلے جانے سے خوش ہونے کے بجائے ذہن میں اللہ کی بڑائی کو راسخ کرنے کا ذریعہ اور اپنے سے بڑے قد وقامت والے جانور کے ذبح کے وقت بھی اللہ اپنی کا بڑائی کا خیال بندوں کے دل ودماغ میں باقی رکھنا چاہتے ہیں، مبادا ایسا نہ ہو کہ اپنی بڑائی کا خیال آجائے اور جانور کا گوشت حرام ہو جائے، اس وقت بھی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے کا حکم اسی وجہ سے ہے کہ تم طاقتور اور قوی نہیں ہو، طاقت ور اور قوی تو صرف اللہ رب العزت ہے اور وہی سب سے بڑا ہے۔ اس یقین اور عقیدہ پر استقامت اس قدر ضروری ہے کہ اللہ رب العزت نے ہر اس چیز کو منع کر دیا جس سے بڑے ہونے کا شائبہ بھی پیدا ہوتا ہو، اس بنیاد پر لوگوں سے بے رخی برتنے اور زمین پر اکڑ کر چلنے کو منع کیا گیا اور اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (سورۃ لقمان: ۱۸)

اپنے کو بڑا سمجھنا اس قدر قبیح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر غرور وتکبر کرنے والے سے پناہ چاہی (سورۃ المومن: ۲۷) اللہ رب العزت نے یہ بھی اعلان کیا کہ جو لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہیں وہ جلد ہی رسوا وذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے، یہاں پر ہمیں حضرت لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت بھی یاد رکھنی چاہئے جسے اللہ رب العزت نے سورۃ لقمان آیت نمبر اٹھارہ میں ذکر کیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں سے تکبر کے ساتھ اپنا چہرہ مت پھیرنا اور زمین پر اکڑ کر مت چلنا، اللہ اکڑ کر چلنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا، اپنی رفتار معتدل رکھنا، آواز پست رکھنا، کیوں کہ تمام آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی ہے، اسی مفہوم کی ایک دوسری آیت سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ زمین پر اتراتے ہوئے مت چلا کرو، اس لئے کہ تم اپنے اس عمل کی وجہ سے نہ تو پہاڑ کی بلندی تک پہونچ سکتے ہو اور نہ ہی زمین کو پھاڑ سکتے ہو، یہ کام تمہارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

اونچی آواز سے بولنا، زمین پر اکڑ کر چلنا اور ٹخنہ سے نیچے پاجامہ اور ازار کا رکھنا تکبر کی علامت کی وجہ سے ممنوعات میں داخل کیا گیا ہے، جہاں کبر نہیں پایا جائے وہاں زور سے بولنے کی اجازت دی گئی، اس فہرست میں صرف مظلوم آتا ہے، ورنہ اللہ کے نزدیک زور سے بولنا بھی ایک ناپسندیدہ عمل ہے

تکبر کرنے والے کے لیے اللہ رب العزت نے مختلف قسم کے عذاب رکھے ہیں، ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح شکل میں جمع کیا جائے گا، ذلت ورسوائی ان پر مسلط ہوگی، جہنم کی طرف ان کو لے جایا جائے گا، آگ ان کو گھیر لے گی اور جہنمیوں کا پیپ وغیرہ اسے پینے کو دیا جائے گا۔

اسی طرح بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ایک ایسے شخص کا واقعہ نقل کیا گیا ہے جو تکبر کی وجہ سے کپڑا گھسیٹ کر زمین پر چلتا تھا، اسے اللہ رب العزت نے زمین میں دھنسا دیا اور وہ مسلسل دھنستا چلا جا رہا ہے اور قیامت تک دھنستا ہی رہے گا، ایک دوسری روایت میں چند لوگوں کے ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخیوں کی فہرست میں متکبرین کو بھی شامل کیا ہے، ایک جگہ ارشاد فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تکبر نفس کا دھوکہ ہے جو انسان کو سرکشی اور دوسروں کو حقیر سمجھنے پر ابھارتا ہے اس کا یہ عمل اس قدر دراز ہوتا ہے کہ اس کا نام متکبرین میں لکھا جاتا ہے اور وہ جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے، یہ سخت عذاب اس لیے ہے کہ تکبر اللہ کی چادر ہے، ساری بڑائی اور عظمتیں اسی کے لیے سزاوار ہیں، اب اگر کوئی اللہ کی چادر میں گھسنے کی کوشش کرے گا تو اللہ اس کو ذلیل وخوار اور رسوا دنیا میں کر دیں گے، اور آخرت میں جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے اس کے منتظر ہیں۔

اللہ ورسول کے ساتھ کبر تو یہ ہے کہ اللہ کی بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع وطاعت سے جان بوجھ کر گریز اور **سمعنا واطعنا** کی جگہ بنی اسرائیل کی طرح **سمعنا وعصینا** کہے، یعنی سن تو لیا، لیکن اس کے خلاف کریں گے، مان کر نہیں دیں گے، اس کے علاوہ کبر کی ایک شکل عہدے، منصب، دولت اور اثر ورسوخ پر بھی اترانا ہوا کرتا ہے اور اس اترانے کی بنیادی وجہ وہی عجب اور اپنے کو بڑا سمجھنا ہوتا ہے ایسے لوگوں کے پاس کبر دوڑ کر جاتا ہے اور وہ اپنے کو بڑا سمجھنے کے خبط میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس کے چال، چلن بود وباش، نشست وبرخواست اور گفتگو تک میں کبر کے اثرات وافر مقدار میں پیدا ہو جاتے ہیں، اور وہ بھول جاتا ہے کہ تکبر نے عزازیل کو ذلیل ورسوا کر دیا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں پڑ گیا۔ اسے اپنے "میں" کی فکر ہوتی ہے، مجھ سے کیوں نہیں پوچھا گیا، میرا خیال کیوں نہیں رکھا گیا، میری رائے کیوں نہیں مانی گئی، یہ سب تکبر کے ہی مختلف مظاہر ہیں۔

تکبر سے ملتی جلتی ایک چیز عجب ہوتی ہے، تکبر میں اپنے کو بڑا دوسرے کو حقیر سمجھا جاتا ہے، عجب میں آدمی خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے، اپنے کاموں کی خود تحسین کرتا ہے، پیٹھ تھپتھپاتا ہے، کہنا چاہیے کہ عجب، کبر سے الگ ہونے کے باوجود کبر کی پہلی منزل ہے، کیوں کہ خود پسندی خودستائی کے بعد وہ مرحلہ آجاتا ہے، جس میں اپنا سب کچھ بڑھیا اور دوسرے کا کم تر نظر آنے لگتا ہے، یہی کبر ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ تواضع اگر ریا اور دکھاوے کے لیے ہو تو وہ بھی کبر ہے، کیوں کہ وہ تواضع اس لیے اختیار کرتا ہے کہ دنیا اسے متواضع اور منکسر المزاج کہے، حالاں کہ وہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے، وہ بازی گروں کی طرح لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، اس کا یہ عمل کبر کے ساتھ دھوکہ دہی سے مل کر اور بھی قابل تعزیر وسزا ہو جاتا ہے، پروفیسر لطف الرحمٰن کا یہ شعر بے ساختہ قلم پر آگیا۔

عجب طرز انا ہے یہ خاکساری بھی قریب سے جو دیکھا تو خدا نکلا

یا پھر یہ شعر

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

اس موقع سے سورۃ والنجم کی اس آیت (۳۲) کو ضرور یاد رکھنا چاہیے، جس میں اللہ رب العزت نے واضح طور پر ارشاد فرمادیا ہے کہ تم اپنے کو مقدس نہ سمجھا کرو، تقویٰ والوں کو اللہ خوب جانتا ہے، سورۃ کہف میں ہے کہ وہ اس خیال میں ہیں کہ اچھا کام کررہے ہیں۔

تکبر کے اس مرض کا واحد علاج حقیقتاً تواضع انکساری ہے جو صرف اللہ کے لیے کیا گیا ہو، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ، جو اللہ کے لیے جھکا اللہ اس کے درجات بلند کرتے ہیں، یہاں "للہ" کا لفظ خاص طور سے قابل غور ہے کہ یہ تواضع اور انکساری صرف اللہ کے لیے ہو کسی اور کے ڈر اور خوف سے نہ ہو، دنیاوی افسران، حاکموں اور قائدین کے ڈر سے تواضع اختیار کرنا مفید مطلب نہیں اور نہ ہی اس سے کبر ختم ہوگا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ تواضع، جھکنا، رفعت وبلندی کے حصول کا قدرتی اصول ہے، اونچی سڑک پر چڑھنے کے لیے کمر جھکا کر چڑھنا ضروری ہے، یہی حال پہاڑ پر چڑھنے والوں کا ہوتا ہے، سائیکل اوپر چڑھائی ہو تو جھک کر پیڈل مارنا ہوتا ہے اور نیچی سڑک پر آنا ہو، پہاڑ سے اترنا ہو، سائکل کو ڈھلان میں لے جانا ہو تو غیر متوازن اور ان بیلنس ہونے کے خوف سے اکڑ کر اُترا جاتا ہے، پیڈل ماری جاتی ہے، اگر اترنے والا ایسا نہ کرے تو وہ غیر متوازن ہو کر کھائی میں جا گرے گا۔

ہم سب کو قدرت کے اس نظام کو سمجھنا چاہیے، اللہ کی بڑائی کے علاوہ اپنے نفس کی ساری برائیوں کو ختم کرنا ہوگا، اللہ کی بڑائی کا خیال بندوں کو آپس میں احترام آدمیت سکھاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گیے تھے، اللہ رب العزت ہم سب کو اس احساس کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق دے کہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور اللہ رب العزت کے نزدیک ہمارا شمار فقیروں اور محتاجوں میں ہے۔

اچھی باتیں

"پہچان سے ملا کام تھوڑے وقت کے لیے ہوتا ہے، لیکن کام سے جو پہچان بنتی ہے وہ دیرپا اور طویل ہوتی ہے ☆ جن گھروں میں عورتیں خاموش اور مرد فیصلے کرتے ہیں وہ گھر زیادہ پُرسکون اور برکتوں کی آماجگاہ بنتا ہے ☆ دو قسم کے لوگ کبھی عزت دار نہیں ہوتے ایک منافق اور دوسرا خوشامد کرنے والا "چمچہ" ☆ ہر شخص کو آپ راضی نہیں رکھ سکتے، اگر کسی سے سب خوش ہے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ شخص یا تو "چمچہ" ہے یا منافق، باضمیر، سچے اور با اصول لوگ سے اکثر لوگ ناراض اور ناخوش ہی رہا کرتے ہیں ☆ اچھی باتیں پڑھنے کی عادت ہو تو اچھے کام کرنے کی عادت خود بخود بن جاتی ہے۔" (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"ہندوستان میں ذات پات کی جڑیں گہرائی تک پیوست ہیں، کسی خاص ذات میں پیدا ہونے والے لوگوں کی اپنی الگ ذات ہوتی ہے، یہ فرد کے لیے تمام سماجی، اقتصادی اور سیاسی تعلقات کی وضاحت کرتا ہے، ہندوستانی معاشرہ ذات پات، مذہب، طبقات وغیرہ کی بنیاد پر اتنا زیادہ منقسم ہے کہ یہ سیاسی جماعتوں، مفاد پرست گروہوں اور ہر سیاسی تشکیل اور ان سے افعال وکردار، تنظیم اور طرز عمل کی تعیین بھی کرتا ہے، سماجی اور معاشرتی منظرنامہ میں اس کا کردار ہم روزانہ دیکھتے ہیں، لیکن سیاست میں اس نظام کا اہم ترین اور فیصلہ کن کردار ہے، ذات پات کا انکار کرنے اور اسے قومی اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ماننے والے بھی اقتدار کے گلیاروں تک رسائی کے لیے ذات پات کو ہی بنیاد بناتے ہیں۔" (راشٹریہ سہارا، اداریہ ۱۸ر نومبر ۲۰۲۳)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

گناہوں سے ڈریئے

"اور ہم تم لوگوں کو خوف، بھوک، مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے کچھ ضرور آزمائیں گے، اس سلسلہ میں آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیجئے، جن کا حال یہ ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف واپس ہونا ہے، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمتیں ہوں گی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں" (سورہ بقرہ:۱۵۶)

مطلب: حق تعالیٰ سبحانہ اپنے مقرب بندوں کو بھی آزماتا ہے، کبھی ان پر خوف ودہشت طاری کرتا ہے اور کبھی جانی ومالی پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے اور اس کے ذریعہ ان کے مرتبہ کو بلند کرتا ہے، تعلق ومحبت میں مزید اضافہ کرتا ہے، اسکے بعد پھر اللہ تعالیٰ ان کو صبر واستقامت اور شکر وصبر کی توفیق بخشتا ہے، یہاں تک کہ وہ تمام خطاؤں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے، آزمائشیں سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام پر ڈالی گئی، پھر درجہ بدرجہ اولیاء وصلحاء پر، جتنا کسی کا دین مضبوط اور عنداللہ اس کا مرتبہ بلند ہے اسی قدر اسے آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے اور اس سے اس کے درجات بلند ہوتے رہتے ہیں، ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کو، پھر جوان کے قریب سے قریب تر ہو، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسے اس کے دین کی بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کو ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا، دوسری روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مصیبت ہمیشہ مومن بندے اور مومن بندی کے ساتھ رہتی ہے، اس کی ذات میں بھی، اس کی اولاد میں بھی اور اس کے مال میں بھی، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے گناہ دھل چکے ہوتے ہیں (ترمذی) معلوم ہوا کہ نیک بندوں پر مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے نہیں آتی، بلکہ تطہیر قلب کے لئے آتی ہیں، اس کے برعکس فاسق وفجار پر جو آفتیں نازل ہوتی ہیں وہ ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں آتی ہیں، گرچہ اس کے کرتوں کی سزا آخرت میں ملے گی، پہلے اس کا سارا کچا چٹھا سامنے رکھ دیا جائے گا، جہاں اس کے ہاتھ وپاؤں سب گواہی دیں گے اور کہیں گے کہ ہاں، اے اللہ! اس شخص نے فلاں وقت فلاں غلط عمل کیا تھا، اس کو سزا ملنی چاہئے، وہاں کی سزا کا کچھ نمونہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی دکھلا دیں گے، تاکہ لوگوں کو توبہ وانابت کی توفیق مل جائے، ہاں، اگر آدمی گرفتار بلا کے بعد بھی توبہ واستغفار نہیں کرتا تو پھر اس پر دنیا میں گرفت مضبوط کردی جائے گی، اس لئے ایسے لوگوں کو سنبھل جانا چاہئے اور اللہ سے دنیا میں ہی آخرت کی سزا بخش دینے کی دعا کرنی چاہئے۔

ہدیے وتحفے دیا کرو

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں ہدیے، تحفے دیا کرو، ہدیہ دلوں کی کدورت کو دور کرتا ہے، تعلقات کو بہتر بناتا ہے اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے ہدیے کیلئے بکری کے کھر کے ایک ٹکڑے کو بھی حقیر اور کمتر نہ سمجھے" (ترمذی شریف)

وضاحت: ہدیہ وتحفہ لینے دینے سے آپس کے تعلقات وروابط مضبوط ومستحکم ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے لئے خیر خواہی کا جذبہ ابھرتا ہے اور تعلق خاطر میں اضافہ ہوتا ہے، اسی لئے احادیث میں ہدیہ وتحفہ کو خوشی سے قبول کرنے کی ترغیب دی گئی اور صحابہ کرام کو اس کی تلقین بھی فرمائی کہ آپس میں ہدیہ وتحفہ دیا کرو، اس سے دلوں کی کدورت اور رنجش دور ہوگی اور محبت میں اضافہ ہوگا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام ایک دوسرے کو کثرت سے ہدایا پیش کرتے اور دوسرے صحابہ خوشی سے قبول کرتے تھے اور یہی مکارم اخلاق کا تقاضہ بھی ہے کہ اگر ہدیہ میں اخلاص وللہیت کے ساتھ معمولی چیزیں بھی پیش کی جائیں تو اس کو حقیر اور کمتر نہ سمجھا جائے، مناسب تو یہی ہے کہ ہدیہ میں عمدہ اور نفیس چیزیں پیش کی جائیں اور اس کے بدلہ اور صلہ میں کوئی دوسری چیزیں ہدیہ دینے والے کو بھی دی جائے، اگر کچھ دینے کے لئے نہ ہو تو بطور شکر کے کلمہ خیر یعنی جزاک اللہ ضرور کہا جائے، لیکن بدقسمتی ایسی کہ مسلمانوں کے درمیان سے اس سنت کا اہتمام ختم ہوتا جارہا ہے، صرف مخصوص اصحاب وارباب کو ہدیہ پیش کرنے کا رواج باقی رہ گیا ہ، لیکن اپنے دوست وپڑوسی کے یہاں ہدیہ بھیجنے کا رواج ہی کم ہوگیا ہے یا ختم ہوتا جارہا ہے، اور تھوڑا بہت باقی بھی ہے تو اس میں خودغرضی کی آمیزش ہے، اگر دینے والے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر طعن وتشنیع شروع کردیتے ہیں حالانکہ احادیث میں ہدیہ وتحفہ کو رضائے الٰہی اور قرب خداوندی کا بھی ذریعہ بنایا گیا ہے، لہذا ایمان والوں کو ہر ایسے اقدام سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے سنت رسول کی اہانت ہوتی ہو، اس لئے ہدیہ صرف اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر دیجئے تاکہ معاشرتی زندگی میں امن وسکون کی فضا قائم ہو، اپنائیت کو فروغ حاصل ہو اور دلوں کی کدورت دور ہو، کچھ ہدایے ایسے ہیں جنہیں خوشدلی سے قبول کرنا چاہئے، جس کی حدیث پاک میں تلقین بھی آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ہدیہ قبول ہی کرنا چاہئے، تکیہ، تیل اور دودھ، غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ یہ تینوں چیزیں انسانی ضروریات میں شامل ہیں، اس کو دینے اور لینے میں دل میں فرحت وانبساط کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، ایک حدیث میں خوشبودار چیزیں خواہ وہ عطر کی صورت میں ہو یا پھول وپھل کی شکل میں اس کو قبول کرنا چاہئے کیونکہ خوشبودار پھول جنت کا تحفہ ہے، البتہ ہدیہ میں لینے والے کی ضروریات کو پیش نظر رکھنا زیادتی محبت کا وسیلہ ہے، انہیں بنیادوں پر بہت سے اکابر کے یہاں نقد کی شکل میں ہدیہ دینے کا معمول رہا ہے، تاکہ لینے والے اپنی ضرورت کے لحاظ سے سامان خرید سکیں، بہرحال روپے، پیسے ہوں یا دوسری اشیاء آپس میں اس کو رواج دیا جائے "تھادو تحابو" ہدیہ دیتے رہو تاکہ محبت وانس پیدا ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

مزار پر بکرا چڑھانے کی نذر

س: مجھے لڑکا نہیں ہورہا تھا، ایک مزار پر گئی اور منت مانی کہ "اے بابا! اگر مجھے لڑکا ہوگیا تو میں مزار پر آکر آپ کے نام پر خصی چڑھاؤں گی، اگلے سال لڑکا ہوگیا، اس کے بعد وہ مزار پر آکر خصی چڑھانا چاہتی تھی، لیکن کسی وجہ سے نہیں آسکی، تین سال گزر گئے، چوتھے سال بچہ کی طبیعت خراب ہوئی اور وہ اللہ کو پیارا ہوگیا، اب بار بار میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ مزار پر خصی چڑھادیتی اور منت پوری کردیتی تو شاید لڑکا بچ جاتا، مفتی صاحب، میں جاننا چاہتی ہوں کہ اب جبکہ لڑکا نہیں رہا، کیا اس نذر کو ابھی بھی پورا کرنا ضروری ہے، میں چاہتی ہوں کہ نذر کو پورا کردوں تاکہ آئندہ کسی طرح کا کوئی نقصان نہ ہو۔

ج: اولاد دینے والی ذات اللہ ہے: "لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ" (سورة الشوریٰ: ۴۹-۵۰)

نفع ونقصان کا مالک بھی اللہ ہے، اگر وہ کسی کو نفع پہونچانا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی اور نقصان پہونچانا چاہے تو کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا، ارشاد باری ہے: "وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ" (یونس: ۱۰۶)

اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر تو نے یہ کام کیا تو ظالموں میں شمار ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کی، اے لڑکے! تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤگے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہوکر تمہیں کچھ نفع پہونچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہونچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہونچانا چاہے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے" (سنن ترمذی: ۷۸/۲، ابواب صفة القیامة قبیل ابواب صفة الجنة)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نذر انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو اس کے مقدر میں نہ ہو، البتہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بخیل سے اس کا مال نکلواتا ہے اور اس طرح وہ چیزیں صدقہ کردیتا ہے، جس کی اس سے پہلے اس سے امید نہیں کی جاسکتی تھی: "عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم: لایاتی ابن آدم النذر بشیء لم یکن قدر له ولکن یلقیه النذر الی القدر قد قدر له فیستخرج الله به من البخیل، فیؤتی علیه مالم یکن یؤتیٰ علیه من قبل" (صحیح البخاری: ۹۹۱/۲، باب الوفاء بالنذر)

نیز منت پوری کرنے اور نہ کرنے کا موت سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہر آدمی کی عمر اس کی ولادت سے پہلے ہی لکھ دی جاتی ہے اور موت کا ایک وقت مقرر ہے، کوئی آدمی اس وقت مقرر سے ایک لمحہ نہ تو پہلے مر سکتا ہے اور نہ بعد میں۔

"وَ مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ" (الفاطر: ۱۱) "وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" (الاعراف: ۳۴)

آپ کے بچہ کی موت بھی اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر تھی جسے کوئی انسان بدل نہیں سکتا، اس کو منت سے جوڑ کر دیکھنا اور یہ خیال کرنا کہ منت پوری نہ کرنے کی وجہ سے بچہ کی موت ہوئی ہے، اگر منت پوری کردیتے تو شاید بچہ بچ جاتا، یہ جہالت پر مبنی ایک باطل اور شیطانی خیال ہے، اس کو ذہن ودماغ سے نکال دیں توبہ واستغفار کریں، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اسی سے مانگیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے اور فوت شدہ بچہ کو آپ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، اب رہا یہ سوال کہ مذکورہ نذر صحیح ہے یا نہیں اور اس کو پورا کرنا چاہئے یا نہیں، اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ شریعت میں نذر کے صحیح ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں، اگر نذر ان شرائط پر پوری اترے تو اس کو پورا کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کے نام کی ہو، غیر اللہ کے نام کی نہ ہو: "والنذر للمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون للمخلوق" (البحر الرائق: ۳۲۱/۲، کتاب الصوم، باب الاعتکاف)

دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے وہ گناہ اور معصیت کی نذر نہ ہو، بلکہ عبادت کی نذر ہو اور وہ عبادت مقصودہ ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ اس کی جنس سے کوئی چیز فرض یا واجب ہو، جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ۔

"عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من نذر ان یطیع الله فلیطعه ومن نذر أن یعصیه فلایعصه" (صحیح البخاری: ۹۹۱/۲، باب النذر فی الطاعة) "واعلم بأنهم صرحوا بأن شرط لزوم النذر ثلثة، کون المنذور لیس بمعصیة، وکونه من جنسه واجبا وکون الواجب مقصودا لنفسه" (البحر الرائق: ۵۱۴/۳، کتاب الصوم، فصل فی النذور، بدائع الصنائع: ۲۲۷/۴-۲۲۸)

اور صورت مسئولہ میں آپ کی مذکورہ منت نذر کی شرائط پر نہیں اترتی، کیوں کہ آپ کی نذر اللہ کے نام کی نہیں، بلکہ صاحب قبر بابا کے نام کی ہے، نیز صاحب قبر کو حاجت روا سمجھنا اور ان سے مرادیں مانگنا شرک ہے اور اس مقصد کے لئے مزارات پر حاضر ہونا ناجائز وحرام ہے، اسی طرح قبروں پر چڑھاوا چڑھانا یہ بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار ومشرکین دیوی دیوتاؤں پر ناریل اور جانور وغیرہ چڑھاتے ہیں، یہ بھی "مَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کے تحت ناجائز وحرام بلکہ موجب شرک ہے۔

پس مذکورہ منت ہی جائز نہیں ہوئی اور جب نذر ہی جائز نہیں ہوئی تو اس کو پورا کرنا کیسے جائز ہوگا۔

لہذا آپ پر لازم ہے کہ پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس طرح کی نذروں سے مکمل پرہیز کریں، جو کچھ مانگنا ہو، اللہ تعالیٰ سے مانگیں، وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے: "اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ" (النمل: ۶۲) "واعلم ان النذر الذی یقع للأموات من أکثر العوام ومایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها إلی ضرائح الأولیاء الکرام تقرّباً إلیهم فهو بالاجماع باطل وحرام" (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۴۲۷/۳)

"قوله: (أن لایکون معصیة لذاته) قال فی الفتح: واما کون المنذور معصیة یمنع انعقاد النذر فیجب ان یکون معناه اذا کان حراما لعینه أو لیس فیه جهة قربة" (رد المحتار: ۵۱۸/۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۱۲/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۷/نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

اتر پردیش حکومت کی نئی چال

عرصہ سے عرب اور یورپین ممالک کے مسلمان غذائی اجناس واشیاء پر حلال سرٹیفکٹ اور حلال مارکہ دیکھ کر خریداری کیا کرتے ہیں، ہندوستان میں بھی یہاں کے صارفین کسی چیز کے استعمال سے قبل یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ حلال ہے یا نہیں، ایسا مسلمان شرعی تقاضوں کی تکمیل کی غرض سے کرتے ہیں اور دوسرے صارفین کے ذہن میں یہ بات ملحوظ رہتی ہے کہ حلال سند یافتہ اشیاء یقینی طور پر دوسری مصنوعات سے پاکیزہ اور صفائی وستھرائی کے اعتبار سے ممتاز ہوتے ہیں اور ان کے استعمال سے صحت پر بُرے اثرات کا امکان کم رہتا ہے، اس طرح مصنوعات چاہے، مسلم کمپنی کی ہوں یا غیر مسلم کمپنی کے مصنوعات حلال سند یافتہ کا مارکیٹ دوسرے کی بہ نسبت ملک اور بیرون ملک میں بڑھتا جارہا تھا، باخبر ذرائع کے مطابق صرف اتر پردیش میں حلال سند یافتہ مصنوعات کی مارکیٹنگ تیس ہزار کروڑ روپے کی ہے، ہوٹلوں کی بات کریں تو یوپی میں حلال سرٹیفکٹ والے ہوٹل اور ریسٹورینٹس کی تعداد چودہ سو ہے، آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن کے تحت ستاون (57) مسلم ممالک میں مصنوعات کی فروختگی کے لیے حلال سرٹیفکٹ حاصل کرنا ضروری ہے، اسی لیے بابا رام دیو کی کمپنی ''پتنجلی'' کو بھی عرب ممالک میں اپنی آیورویدک دواؤں کی سپلائی کے لیے حلال سرٹیفکٹ لینا پڑا تھا۔

اتر پردیش کی یوگی حکومت نے حلال سند یافتہ اشیاء کو غیر قانونی قرار دے کر نفرت کا ایک اور بازار گرم کر دیا ہے اور تاثر یہ دیا جارہا ہے کہ اس سے مسلم کمپنیوں اور حلال سند دینے والوں کا نقصان ہوگا اور ان کاروباریوں کے درمیان خصوصیت سے نفرت کی خلیج بڑھے گی جن کو حلال کی سند حاصل ہے اور جو اس سے الگ ہیں۔ اس کام کے لیے پہلے 17 نومبر 2023 کو موتی جھیل کالونی عیش باغ لکھنؤ کے رہنے والے شلیندر کمار شرما کو کھڑا کیا گیا اور حضرت گنج پولیس تھانے میں حلال سند جاری کرنے کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی اور پولیس نے فوری طور پر اس پر دو مذہبی طبقات کے خلاف دشمنی کو فروغ دینے والی دفعہ 153A، دھوکہ دہی کی دفعہ 420، جعلی دستاویز بنانے کی دفعہ 467، دھوکہ دہی کے لیے جعلی دستاویز کے استعمال کی دفعہ 471، غیر قانونی طور پر رقم وصولی کی دفعہ 384، مجرمانہ سازش کی دفعہ 120B، مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کی دفعہ 298 اور عوامی فساد بیانات کے ذریعہ پھیلانے کی دفعہ 505 لگا کر اسے سنگین جرم بنا دیا، یہ ایف آئی آر جمعیت علماء ہند دہلی کی حلال ٹرسٹ، حلال کونسلنگ آف انڈیا، چنئی (مدراس) کی حلال انڈیا پرائیوٹ لمٹیڈ اور ممبئی مہاراشٹر کی جمعیت علماء کے ساتھ بعض نامعلوم افراد کو بھی شامل کیا گیا ہے، جن کے بارے میں مدعی کی رائے ہے کہ وہ اس نام پر غلط طریقے سے رقم اُگاہی کا کام کرتے رہے ہیں۔

ہمارے یہاں کی پولیس کا جو حال ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ ایف آئی آر کس طرح برسوں سرد بستے میں پڑا رہتا ہے، لیکن جب کام حکومت کی منشاء پر ہو تو بلی تھیلے سے فورا باہر آجاتی ہے، اتنی عجلت کے باوجود اتر پردیش حکومت نے عدالت کے فیصلے کا انتظار نہیں کیا، بلکہ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کے حکم پر فوڈ سیفٹی اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ کی ایڈیشنل چیف سکریٹری انتا سنگھ نے احکامات جاری کر کے تمام حلال سند یافتہ اشیاء کی تیاری، ذخیرہ اندوزی، خرید وفروخت پر پابندی لگادی ہے اور لکھنؤ کی دوکانوں پر چھاپہ ماری شروع ہوگئی ہے، خوردنی اشیاء کے ساتھ کاسمیٹک اور دوائیں بھی شامل ہیں، صرف ان مصنوعات کو علاحدہ رکھا گیا ہے جو حکومت دوسرے ملکوں کو برآمد کرتی ہے۔

ہندوستان میں 2008 تک غذائی اجناس اور اس کے متعلقات کو قابو میں رکھنے کے لیے آٹھ الگ الگ قوانین تھے جو خورد ونوش کی اشیاء کو کنٹرول کرتے تھے، ان قوانین کو منسوخ کر کے ان کی جگہ پر دو قانون بنائے گئے، ایک قانون کنسولٹیڈ فوڈ لاء اور دوسرا فوڈ سیفٹی اینڈ اسٹینڈرڈ ایکٹ 2006 کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ فوڈ سیفٹی اینڈ اسٹینڈرڈ اتھارٹی آف انڈیا کے تحت کنٹرول کیا جاتا ہے، حکومت اتر پردیش نے فوڈ سیفٹی اینڈ اسٹینڈرڈ ایکٹ کے سیکشن (1) (A)ZF) (1)3 کے تحت یہ پابندیاں لگائی ہیں، حلال سرٹیفکٹ جاری کرنے والے اداروں پر سند فراہم کرنے کے نام پر خطیر رقم لینے اور ہر سال تجدید کے نام پر رقم اُگاہی کا بھی الزام ہے، ہوسکتا ہے کہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی، حالاں کہ حلال سند فراہم کرنے کی توثیق مرکزی وزارت تجارت کے نوٹیفکیشن 2022-23/25 کے مطابق مرکزی حکومت کی نظر میں جائز ہے۔

حلال سند فراہم کرنے والے اداروں نے اس فیصلے پر ضروری اقدامات کرنے کا اعلان کیا ہے، ہوسکتا ہے وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں، لیکن جب تک فیصلہ آئے گا، ہندوستانی تجارت کو اس حوالہ سے غیر معمولی نقصان ہوگا، جو دوکاندار اسٹاک رکھے ہوئے تھے، ان میں سے کئی کی پونجی کے ڈوب جانے کا اندیشہ ہے، لیکن نفرت کی سیاست جو بھی کرا دے، ہندوتوا کے اس دور میں تھوڑا ہے۔

یہاں ہمیں بہار اور یوپی حکومت کا فرق بھی سمجھ لینا چاہیے، بہار حکومت نے ''حرام'' پر پابندی لگائی ہے، آپ کو معلوم ہے کہ یہاں شراب بندی ہے، جب کہ یوپی میں ''حلال'' پر پابندی لگادی گئی ہے جو سماجی، اخلاقی اور قانونی طور پر غلط ہے، لیکن کیا کیجئے، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے، پہلے گائے کا ذبیحہ، کھلی جگہ میں نماز کی پابندی لگائی گئی اور اب حلال کھانے سے بھی روکا جارہا ہے، کہاں گئی جمہوریت کہاں گئے اس کے تقاضے، دستور میں دیے گیے بنیادی حقوق کی بالادستی، سب کچھ دھیرے دھیرے ختم کیا جارہا ہے اور ملک کو ایک ایسے اندھیرے میں لے جانے کی کوشش کی جارہی ہے جس میں نہ تہذیبی اخلاق واقدار کا پاس ملحوظ رکھا جارہا ہے اور نہ ہی دستور میں دیے گیے بنیادی حقوق کی رعایت کی جارہی ہے، یوگی من مانی کر رہا ہے اور مودی جی اس کی پشت پر مضبوطی سے کھڑے ہیں۔

سرنگ میں پھنسی زندگی

دور تک پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہو تو ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ اور دوسرے میں جانے کے لیے پہاڑ کے اندر سے سُرنگ بنائی جاتی ہے، یہ طریقہ ملک وبیرون ملک میں کثرت سے رائج ہے اس کی وجہ سے آمد ورفت میں سہولتیں بھی ہوتی ہیں اور پہاڑ کاٹ کر سڑک بنانے کے مشکل کام سے بھی بچنا ممکن ہوجاتا ہے، ان آسانیوں کے ساتھ قدرت کی نوازشات سے چھیڑ چھاڑ کے بھیانک نتائج بھی سامنے آتے ہیں اور کبھی کبھی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں، اتراکھنڈ میں ۱۲/نومبر کی صبح ایسا ہی ایک واقعہ سلکیارا اتراکھنڈ میں پیش آیا، سرنگ کا ایک حصہ دھنس گیا اور اکتالیس مزدور اس میں پھنس کر رہ گیے، خوش قسمتی یہ رہی کہ تودے ان کے اوپر نہیں گرے، ورنہ سرنگ ہی ان کی قبر بن جاتی، سرنگ کا جو حصہ گرا وہ ساٹھ میٹر تھا، اور جہاں پر یہ مزدور کام کر رہے تھے وہ دو سو پچاس میٹر کی جگہ محفوظ رہ گئی، اور اللہ رب العزت نے ان کی زندگی کی حفاظت فرمائی اور ظاہراً اس کی شکل یہ بنی کہ سرنگ کے اندر پانی دستیاب تھا اور بجلی بھی کام کر رہی تھی، پانی کی نالی سے خشک غذاؤں کے پہونچانے کا انتظام ہوسکا، فکر بچاؤ کی کی جانے لگی، ہندوستانی ہر مشین ناکام ہوگئی تو باہر سے مشین منگوائی گئیں، تب یہ ممکن ہوسکا کہ گیارہ دن بعد ان کی تصویریں سامنے آئیں اور انہیں گرم کھانا کھچڑی کی شکل میں فراہم کرایا جاسکا، اور فون کا تار بھی چھ انچ کے قطر سے گذار کر ان کے خاندان والوں سے بات کرا دی گئی، خاندان والے قدرے مطمئن ہوئے، ہوسکتا ہے جس وقت یہ سطریں آپ تک پہونچیں گی مزدور باہر آچکے ہوں گے، لیکن گیارہ بارہ دن کی مدت جس لمبے، تنگ قبر نما سرنگ میں انہیں گذارنی پڑی وہ کس قدر اذیت ناک، خوف ناک، ذہنی تناؤ اور سردی کے یخ بستہ موسم میں کس طرح گذرا ہوگا، اس کا تصور کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

اتراکھنڈ کے پہاڑوں کا سلسلہ وسیع ہے، ان میں بعضے قدیم ہیں اور بعضے ابھی تشکیلی دور سے گذر رہے ہیں، آخر الذکر کے چٹانوں میں وہ صلابت نہیں ہے جو دوسرے قدیم پہاڑی سلسلوں میں ہے، اس لیے جب یہاں پہاڑوں میں کھدائی ہوتی ہے تو وہ مسلسل ضرب اور سوراخ کرنے والے آلات اور دھماکہ دار اشیاء کو برداشت نہیں کر پاتے، ان حالات میں کبھی زمین دھنس جاتی ہے اور کبھی تودے اوپر سے نیچے گر کر مصیبتیں کھڑی کر دیتے ہیں، ایسے میں تھوڑی سی انسانی غلطی سے بڑے حادثات وقوع پذیر ہوجاتے ہیں، اس لیے سروے کنندگان کو اس کا خیال رکھنا ضروری تھا کہ پہاڑ کا یہ حصہ تشکیلی دور سے گذر رہا ہے اس لیے وہ سرنگ کے کام کو برداشت نہیں کر سکے گا، خصوصا اس صورت میں جب کہ ابھی جنوری میں ہی اتراکھنڈ کے جوشی مٹھ میں دراڑیں غیر معمولی کوہ کنی کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی تھیں اور بہت سارے لوگ علاقہ سے نقل مکانی پر مجبور ہوگیے تھے، ایسے میں سخت احتیاط کی ضرورت تھی۔

ہم بار بار اس بات کو لکھتے رہے ہیں کہ زمین کا سارا فساد و بگاڑ چاہے فضائی آلودگی ہو یا بالائی سطح پر گلیشیر کے پگھلنے سے دریاؤں کی سطح آب میں اضافہ یا معاملہ موسمیاتی تبدیلی کا ہو یہ سب کچھ آرام وآسائش کے نام پر قدرتی وسائل کے تباہ کرنے کی وجہ سے ہے، اگر ہم اب بھی نہ جاگے تو......

بہار کو خصوصی ریاست قرار دینے کا مطالبہ

۲۲/نومبر ۲۰۲۳ء کو حکومت بہار کی کابینہ نے بہار کو خصوصی ریاست کے درجہ دینے کے مطالبہ پر مہر لگادی ہے اور فیصلہ لیا ہے کہ خصوصی ریاست کے درجہ دینے کے لیے وزیر اعظم کو خط لکھا جائے گا، اس سلسلے کا پہلا خط وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے ہی ۹/دسمبر ۲۰۰۵ء کو لکھا تھا، اس وقت وزیر اعظم من موہن سنگھ تھے اور نتیش حکومت کو حلف لیے صرف پندرہ دن ہوئے تھے، اس کا مطلب ہے کہ یہ مطالبہ اٹھارہ سال پرانا ہے، اور اس درمیان نتیش کمار مختلف پلیٹ فارم سے یہ آواز اٹھاتے رہے ہیں۔ ۴/اپریل ۲۰۰۶ء کو بہار ریاستی اسمبلی میں بھی یہ تجویز پاس ہوئی اور مرکزی حکومت کو بھیج دی گئی، جدیو کی طرف سے سوا کروڑ لوگوں کے دستخط بھی وزیر اعظم کو سونپے گیے، کانگریس دور حکومت میں ان مطالبات کا اثر یہ ہوا کہ ۱۵/مئی ۲۰۱۳ء کو مرکزی سرکار نے رگھورام راجن کی صدارت میں ریاستوں کی پس ماندگی کا معیار طے کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی، اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۲/ستمبر ۲۰۱۳ء کو مرکزی حکومت کو پیش کر دیا، اور ۲۶/ستمبر ۲۰۱۳ء کو مرکزی حکومت جو کانگریس کی تھی اس نے اس کو عام بھی کر دیا، رپورٹ کے مطابق بہار زیادہ پس ماندہ دس ریاستوں میں سے ایک تھا، اس کے لیے رگھورام راجن کمیٹی نے پس ماندگی طے کرنے کے جو اصول بنائے تھے اس کے مطابق، سخت پتھریلی زمین، پہاڑی علاقہ، گھنی آبادی، سرحدی علاقے، اقتصادی کمزوری وغیرہ کو بنیاد بنایا گیا تھا، سیلاب اور نکسلی کی رعایت بھی ملحوظ تھی۔ درمیان میں جب نتیش حکومت بھاجپا کی حلیف بن کر حکومت پر قابض ہوئی تو یہ مطالبہ سرد بستے میں چلا گیا، حالاں کہ اس مطالبہ کی منظوری کا اصل وقت وہی تھا، جب ریاست میں ڈبل انجن کی سرکار چل رہی تھی، نتیش کمار کی کچھ اپنی مجبوری رہی ہوگی جو اس دور میں یہ بیل منڈھے نہیں چڑھ سکی، خود جب وہ مرکز میں وزیر تھے اور ان کے لیے اس مطالبہ کی منظوری کرانا آج کی بہ نسبت زیادہ آسان تھا، وہ کچھ نہ کرا سکے۔

اب جدیو عظیم اتحاد کے ساتھ ہے، اس نے بہار کا اقتصادی سروے کرا کے دنیا پر آشکارا کر دیا ہے کہ بہار کس قدر غریب ہے اور یہاں کے لوگوں کو اپنی زندگی گذارنے اور روز مرہ کے کاموں، خورد ونوش وغیرہ کو انجام دینے کے لیے کس قدر مدد کی ضرورت ہے، ایسے میں بہار حکومت کو پھر سے خصوص درجہ کی یاد آئی ہے۔ اللہ کرے اس بار یہ کام ہوجائے، گو اس کی توقع ذرا کم ہی نظر آتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت کوئی فیصلہ کرتے وقت یہ بات ملحوظ رکھتی ہے کہ اس کی پارٹی کو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور ووٹ بینک میں کس قدر اضافہ ہوگا، اس کام کو کرنے سے سارا کریڈٹ بہار سرکار کو جائے گا اور بھاجپا کے حصہ میں کچھ نہیں آئے گا، اس لیے اس کی توجہ اس کام کی طرف کم ہی ہوگی، مجبوری کی بات دوسری ہے، پچھتر فی صد رزرویشن بھاجپا کے خلاف تھا، لیکن اسمبلی میں اس نے مخالفت اس لیے نہیں کی کہ اس سے دلت، او بی سی ووٹ کے دور ہوجانے کا اندیشہ تھا، ذات پر مبنی مردم شماری کو بھی جبراً اس نے تسلیم کیا، ایسے ہی اگر کوئی بات بھاجپا کے نظریہ ساز ادارے (تھنک ٹینک) نے وزیر اعظم کو سمجھایا اور بھاجپا کو کچھ فائدہ نظر آیا تو خصوصی ریاست کا درجہ مل بھی سکتا ہے، اگر ایسا ہوا تو دوسری ریاستوں کی جانب سے اس قسم کا مطالبہ زور پکڑنے لگے گا، خصوصا اس شکل میں جب اتراکھنڈ کو اسی بنیاد پر خصوصی درجہ پہلے مل چکا ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍ : مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مجاہد آزادی - شفیع داؤودی

اوسط قد، گورا رنگ، گورا بدن، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر پر جناح کیپ، خوش طبع، خوش مزاج مسکراہٹ بر لب یہ تھے مشہور مجاہد آزادی جو اپنے عالمانہ وضع قطع، مولویانہ رکھ رکھاؤ کی وجہ سے عوام وخواص میں مولانا محمد شفیع داؤدی اور حسن نظامی کی نظر میں ''مولانا ہنس مکھ'' تھے شفیع داؤدی 27 اکتوبر 1875ء مطابق 26 رمضان 1219 (کارتک 1383 فصلی بروز بدھ ویشالی ضلع (سابق مظفر پور) کے داؤدنگر میں محمد حسن کے گھر پیدا ہوئے، بارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا جس نے انہیں حساس بنادیا، میٹرک چھپرہ ضلع اسکول سے کرنے کے بعد، بی، اے، بی ایل تک اپنی تعلیم جاری رکھی، لیکن ٹیوشن پڑھا کر، لیمپ پوسٹ کی دھندھلی روشنی میں پڑھ کر اور سخت مالی دشواریوں کا سامنا کر کے آگے بڑھتے رہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اندر مفلسوں کے لیے جذبۂ ہمدردی اور جبر و استحصال کے خلاف نبرد آزما ہونے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تعلیم کے بعد وکالت کی طرف متوجہ ہوئے، مظفر پور میں پریکٹس اچھی چل رہی تھی کہ تحریک ترک موالات چھڑ گئی، مولانا شفیع داؤدی نے وکالت چھوڑ کر تحریک ترک موالات میں حصہ لینا شروع کیا، 27 ستمبر 1912ء میں ایک سال بکسر جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں، جیل سے رہا ہونے کے بعد جون 1920ء میں وہ مظفر پور کانگریس کمیٹی کے پہلے صدر منتخب ہوئے اور 1927ء تک اس عہدہ پر فائز رہے، ۷ دسمبر 1920ء کو مہاتما گاندھی علی برادران کے ساتھ مظفر پور آئے اور مولانا داؤدی کے مکان پر ٹھہرے، اس وقت سے ان کا گھر جنگ آزادی کا مرکز ہو گیا، مولانا داؤدی ضلع کانگریس کے روح رواں بن گئے اور انہوں نے اپنی قیمتی زمین کانگریس کے دفتر کے لیے پارٹی کو دے دی، گاندھی جی نے جب بدیسی کپڑوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا، اور بون فائر، Bon Fire کا سلسلہ شروع ہوا تو مولانا اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گھر گھر سے بدیسی کپڑے لا کر نذر آتش کرنے میں لگ گئے۔ اکتوبر 1921ء میں آرہ میں بہار کانگریس کے میٹنگ کی صدارت کی اور پرنس آف ویلز کے ہندوستان آمد پر بائیکاٹ کا فیصلہ لیا، اسی سال وہ صوبائی کانگریس کے نائب صدر منتخب ہوئے، 30 اکتوبر کو جنگ آزادی کے مرکز ہونے کی وجہ سے ان کے گھر پر چھاپا مارا گیا مسلسل 12 گھنٹے تلاشی کا کام جاری رہا، جس میں پولیس کو جنگ آزادی سے متعلق بہت سارے خطوط، سائیکلو اسٹائل مشین وغیرہ ملے، چنانچہ انہیں قید کر کے ہزاری باغ جیل بھیج دیا گیا، 1922ء میں وہ رہا کئے گئے اور کانگریس کے گیا اجلاس میں شریک ہوئے، کلکتہ کے اجلاس کو کامیاب کرنے میں بھی انہوں نے گاندھی جی کے دوش بدوش کام کیا 1931ء میں دوسری گول میز کانفرنس میں مولانا داؤدی نے گاندھی جی کے ساتھ شرکت کی، یہیں علامہ اقبال سے مولانا کی ملاقات ہوئی، جس کے نتیجے میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کا وجود ہوا اور جنرل سکریٹری کی حیثیت سے آپ نے اس کی قیادت سنبھالی 1935 کے قانون کی رو سے 1937ء میں جدا گانہ انتخاب کے اصول پر بہار میں انتخابات ہوئے تو مولانا داؤدی ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد کی پارٹی کے امیدوار بدرالحسن وکیل سے انتخاب ہار گئے، جس سے ان کی طبیعت بجھ سی گئی 1924ء سے 1934ء تک وہ سنٹرل لجسلیٹو اسمبلی دہلی کے ممبر رہے، 25 جنوری 1949ء کو رام باغ میں انتقال کیا۔

ہندو مسلم اختلاف اور ذات پات کی لعنت کے ہندوستانی سیاست میں داخل ہونے کی وجہ سے مولانا شفیع داؤدی نے آزادی کے قبل ہی اپنے کو سرگرم سیاست سے الگ کر لیا، ان پر مذہبی رنگ پورے طور پر چھا گیا، جسنین سید کی ملاقات سے وہ جماعت اسلامی کے قریب ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری ایام تک سماج کی خدمت جماعت اسلامی کے پلیٹ فارم سے کرتے رہے۔

مجاہدین آزادی میں وہ ڈاکٹر راجندر پرشاد اور مولانا مظہر الحق کے ساتھ صف اول کے لیڈر رہے ان میں قربانی کا جذبہ تھا، اور نام و نمود سے وہ دور بھاگتے تھے، اسی لیے 1920ء سے 1947ء تک سرگرم رہنے والے اس مجاہد کو لوگوں نے بھلا دیا، جب کہ کے۔ کے۔ دتا نے اپنی کتاب ''بہار کی جنگ آزادی کی داستان'' کی پہلی جلد میں، انگریز مورخ ڈیوڈ، پیج نے ''انڈین مسلم اینڈ دی ایمپاریل سسٹم اور کنٹرول'' میں انہیں ملک گیر حیثیت کا لیڈر تسلیم کیا ہے۔ ڈکشنری آف نیشنل لیڈرس میں بھی مولانا کا ذکر موجود ہے۔ جاوید اقبال نے ''زندہ روڈ'' میں بھی انہیں اچھے الفاظ میں یاد کیا ہے، لندن کی برٹش میوزیم لائبریری، کلکتہ کی رشل لائبریری اور دہلی کی نیشنل آرکائیوز میں مولانا سے متعلق تفصیلی مواد موجود ہے۔

حافظ ابوالوفا

نہیں ڈاکٹر صاحب! یہ بچہ نہیں بچے گا، کسی طرح نہیں بچے گا؟ کیوں نہیں بچے گا؟ یہ تو بہت خراب حالت میں یہاں آیا تھا، اب تو بہت اچھا ہے، ڈاکٹر انیس نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا، یہ اس لئے نہیں بچے گا کہ میں نے اسے جنت کے باغوں میں کھیلتا دیکھا ہے۔ پیدائش کے بعد میں اسے نہیں دیکھ سکا تھا، اس لئے مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ میرا ہی بچہ ہے، حافظ ابوالوفا بن بشیر احمد ساکن مداری پور روایا نان پور ضلع سیتامڑھی نے اس سے بھی زیادہ یقین کے ساتھ ڈاکٹر کو یہ بات بتائی، اور پھر یہ کہتے کہتے کہ یہ نہیں بچے گا، یہ نہیں بچے گا، حافظ صاحب کو دل کا دورہ پڑا اور وہ جاں بحق ہو گئے، بعد میں لڑکا بھی چل بسا، باپ بیٹا کا جنازہ ساتھ اٹھا، تدفین نان پور کے قبرستان میں ہوئی۔

حافظ ابوالوفا میرے بچپن کے ساتھی تھے، دارالعلوم مئو میں ہم دونوں نے ایک ساتھ حفظ مکمل کیا تھا اور حافظ ادریس صاحب رگھوناتھ پورہ مئو کو ایک ساتھ ہی دور سنایا تھا، حافظ لیسین صاحب کا دارالعلوم مئو کے مشرق میں موجودہ دارالبنات کی عمارت والی زمین پر لکڑیوں کا کھٹال تھا وہ مغرب تک وہاں رہتے اور ہم دونوں باری باری سے انہیں قرآن سناتے، پھر جب وہ معذور ہو گئے تو اپنے گھر رگھوناتھ پورہ فجر بعد سننے لگے، ہم دونوں وہاں جاتے، حافظ ادریس فجر کی نماز کے بعد بیٹھتے، ہم میں سے ایک سناتا، دوسرا سوتا رہتا۔

حفظ قرآن کے بعد میں نے اپنی تعلیم جاری رکھی، ان کو گھریلو حالات کی وجہ سے تعلیم چھوڑ دینا پڑا مکتب میں تدریس کا کام شروع کیا۔ میرے وطن ثانی شاہ میاں رہوا میں کئی سال رمضان میں قرآن بھی سنایا، انتہائی ہنس مکھ، خوش اخلاق اور باوفا، ابوالوفا کس طرح ساتھ چھوڑ کر اس قدر جلد چلا گیا، سمجھ میں نہیں آتا۔

حافظ ابوالوفا نے عمر کا ایک بڑا حصہ حضرت مولانا احمد نصر بناری کے مدرسہ (نواب ٹونک مسجد گلٹ بازار بنارس) میں گزارا، آخری عمر میں کوگوپال گنج کے کسی مدرسہ میں پڑھا رہے تھے، ایک بچی پہلے سے تھی، بڑی تمناؤں کے بعد سات آٹھ سال بعد یہ بچہ تولد ہوا تھا۔ ۲۰۰۰ء میں جب مجھے کے آر نارائن اس وقت کے صدر جمہوریہ نے تعلیمی خدمات پر قومی ایوارڈ سے نوازا اور استقبالیہ جلسوں کی تصویریں اخباروں میں شائع ہوئیں تو انہوں نے خط لکھا کہ کاش میں بھی اس وقت موجود رہا ہوتا، پھر اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں گھر آتے ہی آپ سے ملوں گا، کون جانتا تھا کہ وہ گھر میری ملاقات کو نہیں، اپنے آخری آرام گاہ کی طرف آرہے ہیں، پس ماندگان میں اہلیہ، ماں، بیٹی کو چھوڑا اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور خدمت قرآن کا بہترین بدل عطا فرمائے۔

کتابوں کی دنیا ✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

ذکر جاوداں

ڈاکٹر مولانا عبدالمجید ندوی موضع سمری، مہگاواں ضلع گڈا، جھارکھنڈ نے بھاگلپور، بانکا، اور گڈا کی تاریخی، جغرافیائی، علمی، سماجی اور معاشی معلومات پر مشتمل ایک معیاری کتاب مرتب کی ہے، انہوں نے اعیان وطن کے احوال وکوائف تعلیمی ادارے اور انجمنوں کی خدمات، ترقیات، موجودہ حالات اور زبوں حالی کی ڈھلان پر تیز رفتاری سے گامزن اداروں، ان کے اسباب وعلل کا بھرپور تجزیہ اس کتاب میں پیش کیا ہے، جن حوالہ جاتی کتب سے استفادہ کیا ہے، ان میں سے بیشتر اس موضوع سے بلاواسطہ متعلق تو نہیں، لیکن معلومات اس حوالہ سے ان میں بکھری پڑی ہیں، مولانا نے ان کتابوں سے مواد اخذ کیا اور کہنا چاہیے کہ چیونٹی کے منہ سے دانہ دانہ جمع کر کے ایک تحقیقی کتاب کو وجود بخشا، مولانا تعلیمی اعتبار سے ندوی ہیں مضمون نگاری اور تحقیق کا فن انہوں نے مولانا واضح رشید ندوی سے سیکھا ہے، اس لیے ان کی تحقیقات عصری یونیورسٹی میں پیش کی گئی تحقیقات سے فزوں تر ہیں، اس کتاب میں تاریخ بھی ہے اور تحقیق بھی، بدلتے حالات پر تنقید اور انحطاط کے دور کرنے کے طریقے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، ایسے بھی ندویوں کے بارے میں ''زباں ہوش مند'' کی بات کہی جاتی رہی ہے۔

اس علاقہ کی علمی تاریخ کا ذکر بہار کے سابق گورنر آر آر دیوا کر نے اپنی انگریزی کتاب ''بہار تھرو دی ایجز'' میں مولانا شہباز بھاگلپوریؒ، خانقاہ شہبازیہ اور وہاں کے مدرسہ کے حوالہ سے لکھا ہے، پروفیسر عبد الغفار صدیقی کی کتاب مولانا شہباز بھاگلپوری، (جو ان کا تحقیقی مقالہ ہے) میں ان کے احوال وآثار کے ضمن میں بھاگلپور کا ذکر بھی ہے، فصیح الدین بلخی کی تاریخ مگدھ میں بھی بہت سی باتیں مل جاتی ہیں، لوگ تاریخ مگدھ کو ایک خاص علاقہ کی تاریخ سمجھتے ہیں، حالاں کہ وہ پورے بہار کی تاریخ ہے، خانقاہ پیر دمڑیا، خلیفہ باغ کے بزرگوں پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں، اور جو بادشاہوں کی طرف سے جاگیروں کے وثیقے اور دستاویزات ہیں ان میں بھی علاقہ کا ذکر ہے اور جن حضرات کے نام یہ وثیقے ہیں ان کو پڑھ کر بہت سے نام سے واقفیت ہو سکتی ہے، بانکا بھاگلپور کا ہی حصہ رہا ہے، اس لیے الگ سے اس کے بارے میں کیا لکھوں، ڈاکٹر ارشد جمیل کی تاریخ گوروڈیہہ بھی خاصے کی چیز ہے، یہ صحیح ہے کہ جس طرح اس کتاب میں پوری توجہ شیخ صدیقی برادری پر رہی ہے اسی طرح تاریخ گوروڈیہہ میں بھی شیوخ برادری ہی کا ہی تذکرہ ہے، میرے نزدیک برادرانہ عصبیت شریعت مطہرہ کے خلاف ہے، جن لوگوں نے بھی اس علاقہ میں کام کیا، نام کمایا، وہ سب ہم سب کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں اور ان کا ذکر خیر ہونا چاہیے، کرنا چاہیے، یوں بھی تاریخی آثار اور تہذیبی اقدار علاقوں کی مشترک ہوا کرتی ہیں، ان کی سرحدی تقسیم نہیں کی جاسکتی۔ بعد کے دور میں اس علاقہ کی تاریخ کو سامنے لانے کا کام مولانا ثمیر الدین قاسمی حال مقیم مانچسٹر نے کیا ہے، ان کی کتاب ''یاد وطن'' میں اچھا خاصہ مواد موجود ہے، مولانا ابوالکلام آزاد کالج بسنت رائے کے زیر اہتمام علاقہ کی اہم شخصیات کے کارنامے پر مشتمل ایک مجلہ ۲۰۲۲ء میں شائع کیا گیا تھا، اس میں بھی بعض شخصیات پر اچھی تفصیلات آگئی ہیں، اس سے بھی ماخذ کا کام لیا جا سکتا ہے، مولانا ثمیر الدین قاسمی نے اس کتاب پر مقدمہ لکھ کر اس کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا ہے، جو خود ایک تحقیقی مقالہ کے قائم مقام ہے۔

مولانا عبدالمجید نے اس کتاب میں رفتگاں کے ساتھ قائماں کا بھی ذکر کیا ہے، بعض پر مضمون لکھا ہے اور بعض کی اجمالی فہرست دی ہے، ان زندہ لوگوں میں مولانا سہیل اختر نائب قاضی دارالقضاء امارت شرعیہ کا ذکر بھول سے رہ گیا ہے، مولانا گورگاواں، علاقہ کے امام عیدین ہیں، علمی وعملی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں اور علاقہ میں ان کی ایک پہچان بھی ہے، ایک مولانا عبدالقادر فیض ہیں، تصوف کے حوالہ سے ان کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے، وہ خاندانی پیر ہیں، ان دنوں بنگال کے کسی علاقہ میں فروکش ہیں، اور اس اعتبار سے پیروں میں ممتاز ہیں کہ بہت بولتے ہیں، ان کے مریدوں کا ایک حلقہ ہے۔

مولانا نثار احمد کیفی سے میری ملاقات قدیم رہی ہے، اللہ نے ان سے بڑا کام لیا، ان کے تذکرہ میں صدر جمہوریہ کے ذریعہ تعلیم کے میدان میں قابل قدر خدمات کے لیے ایوارڈ ملنے کا تذکرہ نہیں ہے، دو چھوٹے ایوارڈ کا ذکر ضرور ہے، لیکن یہ درج ہونے سے رہ گیا ہے، یہ ایوارڈ ہر سال مرکزی حکومت کی جانب سے صدر جمہوریہ کے ہاتھوں دیا جاتا ہے۔

انسانی کاموں میں اس قسم کی چوک ہو جایا کرتی ہے، ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن واحادیث پاک کے علاوہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ہر اعتبار سے کامل اور مکمل ہو، مولانا نے اس کتاب میں جو تحقیقات پیش کی ہیں، وہ لائق تعریف ہیں، آئندہ جب کوئی اس موضوع پر کام کرنا چاہے گا، تو اسے وہ پتہ ماری نہیں کرنی ہوگی جو مولانا عبد المجید ندوی کو کرنی پڑی ہے، پہاڑ کاٹ کر جو لوگ زینہ نکالنے کا کام کرتے ہیں، انہیں یقین ہوتا ہے کہ میری زندگی میں تمام زینے نہیں بن سکیں گے، لیکن یہ طمینان رہتا ہے کہ آنے والی نسل کو نیچے سے نہیں کاٹنا پڑے گا، آنے والا مؤرخ جب اس علاقہ کی کوئی تاریخ مرتب کرنا چاہے گا تو وہ مولانا کی تحقیق سے بے پرواہ ہو کر نہیں گذر سکے گا۔ میں اس اہم کتاب کی تصنیف پر مولانا عبدالمجید ندوی کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے لیے ترقی درجات اور علم وتحقیق کے میدان میں اور آگے بڑھنے کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ آمین۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

تربیت کا اثر: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلفاء بنی امیہ میں ایک بڑے عدل پرور اور انصاف پسند حکمراں گذرے ہیں، ان کے کردار وعمل نے خلفاء راشدین کے عہد کی یاد تازہ کردی، انہوں نے اپنے عہد حکومت میں بیت المال کو عوام کی امانت سمجھ کر حفاظت کی، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مال غنیمت میں بہت مشک آیا اور لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، جب مشک کی تقسیم شروع ہوئی تو آپ نے ناک پر کپڑا رکھ لیا تاکہ اس کی خوشبو دماغ میں نہ جاسکے، کسی نے پوچھا، آپ نے ناک پر کپڑا کیوں رکھا؟ جواب دیا، مشک کا فائدہ اس کی خوشبو ہے اور چونکہ یہ مشک مسلمانوں کا مال ہے، اس لئے مجھے اس مال سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں پہونچتا۔ اسی طرح ایک دن بیت المال سے سیب لاکر ان کے سامنے تقسیم کئے جارہے تھے، امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا بچہ ان کے قریب کھیل رہا تھا، اس نے کھیلتے کھیلتے ہاتھ بڑھا کر ایک سیب اٹھالیا اور منہ سے کاٹنے لگا، عمر بن عبدالعزیزؒ نے جھپٹ کر بچے سے سیب چھین لیا، وہ روتا ہوا والدہ کے پاس پہونچا اور سارا حال کہہ سنایا، ماں نے بازار سے منگوا کر بچے کو دیئے تو اس کا رونا بند ہوا، جب امیر المؤمنین گھر تشریف لائے تو سیب پڑے ہوئے دیکھے، پوچھا، یہ سیب کہاں سے آئے ہیں؟ بیوی نے خفگی کے ساتھ جواب دیا، کہیں سے بھی آئے ہوں، بیت المال سے نہیں آئے، غضب خدا کا ایک سیب کے لئے بچہ کا منہ زخمی کردیا، امیر المؤمنین بولے ٹھیک ہے، لیکن میں یہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتا کہ ایک سیب کی خاطر انصاف کے ثواب محروم ہو جاؤں، یہی وہ تابناک مثالیں ہیں جن کے باعث خلفاء راشدین کے مبارک عہد کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں اور صالح عمل کی تحریک ہوتی ہے۔

عادت پر عبادت کا رنگ: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک دفعہ ایک شادی میں تھانہ بھون تشریف لے گئے، شادی کی تقریب سے فارغ ہونے کے بعد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے زیارت وملاقات کی، جب ان دونوں بزرگوں کی بات چیت شروع ہوئی تو حاجی صاحب نے پوچھا کہ آپ کسی سے بیعت بھی ہوئے یا نہیں؟ آپ نے کہا کہ نہیں، حاجی صاحب نے فرمایا کہ پھر مجھ سے ہی بیعت ہو جایئے، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر بیعت ہوں گا کہ آپ مجھے ذکر وشغل کا حکم نہ فرمائیں گے، حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو بیعت ہونے کو کہا ہے، ذکر وشغل کو تو میں نے کہا ہی نہیں اور وعدہ فرمایا کہ آئندہ بھی نہیں کہوں گا، چنانچہ آپ بیعت ہوگئے، حاجی صاحب نے فرمایا کہ تین دن یہاں ٹھہریئے، آپ تین دن وہاں ٹھہر گئے، جب رات کے وقت ڈھائی تین بجے سب لوگ تہجد ادا کر رہے ہیں، حضرت گنگوہی کو شرم آئی، انہوں نے بھی اٹھ کر نماز تہجد پڑھی، پھر جب دیکھا کہ لوگ ذکر وشغل میں مشغول ہیں تو آپ بھی مشغول ہوگئے، دوسرے دن پھر یہی حالت ہوئی، تیسرے دن خود بخود خوشی سے تہجد پڑھی اور ذکر وشغل میں مشغول ہوگئے، تیسرے دن حاجی صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگا کہ حضرت آپ نے تو سب کچھ ہی کروادیا، حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو نہیں کہا، اب آپ جاسکتے ہیں، حضرت گنگوہیؒ نے عرض کیا کہ اب تو میں نہیں جاتا، چنانچہ ۴۰ دن وہاں ٹھہرے اور تھوڑے عرصے کے بعد خلافت لے کر واپس ہوئے جب عادت پڑتی ہے عبادت کا رنگ غالب آجاتا ہے۔

جزاک اللہ: ایک بار دمشق میں سخت گرانی ہوئی، لوگ اپنے باغات کو معمولی قیمتوں پر فروخت کرنے لگے، وہاں کے ایک بڑے عالم شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی اہلیہ نے کچھ روپیہ کا انتظام کیا کہ اسی سے کوئی باغ خرید لیا جائے اور شیخ کو اسی غرض سے روپیہ دیا، شیخ نے وہ روپیہ خیرات کردیا، اہلیہ نے دریافت کیا کہ کیا باغ خرید لیا گیا، شیخ نے جواب دیا کہ ہاں، باغ خرید لیا ہے، مگر جنت میں، لوگ فقر وفاقہ میں مبتلا تھے، اس لئے میں نے اس روپیہ کو انہیں میں تقسیم کردیا، نیک بیوی نے کہا جزاک اللہ

سفر آخرت کیلئے نیک اعمال کا ذخیرہ: خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں بہلولؒ نام کے ایک بزرگ گزرے ہیں۔ یہ مجذوب قسم کے بزرگ تھے، لیکن بڑی حکیمانہ باتیں کیا کرتے تھے، ہارون الرشید بہلولؒ کی بہت عزت کرتا تھا اور ان سے ہنسی مذاق کا بھی رشتہ تھا۔ ہارون کے دربار میں ان کی آزادانہ رسائی تھی، جب ان کا دل چاہتا دربار میں پہنچ جاتے، ایک دن جب دربار میں بہلولؒ آئے تو اس وقت ہارون رشید کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ ہارون رشید کو مذاق سوجھا، اس نے ان کو چھیڑتے ہوئے کہا: بہلول! آپ سے میری ایک گزارش ہے، بہلول نے پوچھا: وہ کیا؟ ہارون رشید نے کہا کہ میں آپ کو یہ چھڑی بطور امانت دیتا ہوں۔ آپ کو اپنے سے زیادہ کوئی بے وقوف آدمی ملے تو اس کو یہ چھڑی میری طرف سے دے دینا۔

بہلول نے کہا: بہت اچھا، اور چھڑی اپنے پاس رکھ لیا، وقت گزرتا رہا اور وہ وقت آگیا جب ہارون رشید بیمار ہوا۔ بہلول کو خبر ہوئی تو وہ خلیفہ کی عیادت کو پہنچ گئے، پوچھا: امیر المؤمنین! کیا حال ہے؟ ہارون نے جواب دیا: حال کیا پوچھتے ہو، سفر درپیش ہے، بہلول نے پوچھا: کہاں کا سفر درپیش ہے؟ ہارون نے جواب دیا: آخرت کا سفر درپیش ہے، دنیا سے اب جارہا ہوں، بہلول نے سوال کیا: کتنے دن میں واپس آئیں گے۔

ہارون نے کہا: بھائی! یہ آخرت کا سفر ہے، اس سے کوئی واپس نہیں آیا کرتا، بہلول نے کہا: اچھا واپس نہیں آئیں گے! تو آپ نے سفر کی راحت اور آرام کے انتظامات کیلئے کتنے لاؤلشکر اور سازوسامان آگے بھیجے ہیں؟

ہارون نے جواب میں کہا: تم پھر بے وقوفی کی باتیں کر رہے ہو۔ آخرت کے سفر میں کوئی ساتھ نہیں جایا کرتا، نہ کوئی لاؤلشکر اور نہ ہی کوئی سازوسامان جاتا ہے۔ وہاں تو انسان تنہا جاتا ہے۔

بہلول نے کہا: اتنا لمبا سفر کہ وہاں سے واپس بھی نہیں آنا ہے، لیکن آپ نے کوئی لاؤلشکر یا سامان نہیں بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ کے جتنے سفر ہوتے تھے، اس میں انتظامات کیلئے آگے لاؤلشکر اور سفر کا سامان جایا کرتا تھا۔ اس سفر میں کیوں نہیں بھیجا؟ ہارون نے کہا: نہیں، یہ سفر ایسا ہے کہ اس میں کچھ بھیجا نہیں جاسکتا، بہلول نے کہا: امیر المومنین! آپ کی ایک امانت بہت عرصے سے میرے پاس رکھی ہے، یہ وہ چھڑی ہے جسے آپ نے مجھے دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ مجھ (بہلول) سے زیادہ کوئی بے وقوف ملے تو اس کو دے دینا۔ میں نے بہت تلاش کیا، لیکن مجھے اپنے سے زیادہ بے وقوف آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا۔ اس لیے کہ میں یہ دیکھا کرتا تھا کہ اگر آپ کا چھوٹا سا بھی سفر ہوتا تو مہینوں پہلے سے اس کی تیاری ہوا کرتی تھی، کھانے پینے کا سامان، خیمے، لاؤلشکر سب پہلے سے بھیجا جاتا تھا۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ ایک دن اس لمبے سفر پر بھی آپ کو جانا ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں، لیکن اس کیلئے آپ کوئی تیاری نہیں کی۔ کیا دنیا میں آپ سے زیادہ کوئی بے وقوف ہوگا؟ لہذا اپنے سے زیادہ بے وقوف میں نے آپ کو پایا، اب آپ کی یہ امانت آپ کو مبارک ہو، یہ سن کر ہارون رشید رو پڑا، اور کہا: بہلول! تم نے سچی بات کی۔ ساری عمر ہم تم کو بے وقوف سمجھتے رہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حکمت کی بات تم نے ہی کہی۔ واقعی ہم ہی بے وقوف ہیں، ہم نے اپنی عمر ضائع کردی اور اس آخرت کے سفر کی تیاری نہیں کی، آج کا کوئی شخص عباسی خلیفہ ہارون رشید کی امارت اور ثروت کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی سلطنت تین براعظموں تک پھیلی ہوئی تھی۔ آج کے دور کے کئی امریکا اس کی مٹھی میں تھے۔

مکمل عقلمندی، دانشمندی اور حکمت کے ساتھ اتنی بڑی سلطنت پر بخیر وخوبی حکومت کرنے والا اس دنیا سے جاتے ہوئے اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ عقلمند نہیں بلکہ بے وقوف تھا کہ دنیاوی سفر کیلئے تو وہ لاؤلشکر اور سازوسامان کا انتظام کرتا رہا لیکن اپنی آخرت کی سفر کیلئے اس نے ایسا کچھ نہیں کرسکا۔ لہذا عقلمند اور دانا وہی ہے جو اپنی سفر آخرت کیلئے نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرے۔

صدقہ جاریہ کی وجہ سے مغفرت ہوگئی: اخلاق محسنی میں ایک واقعہ پڑھا کہ ایک شخص نے درخت لگایا، وہ درخت تناور ہوا، اس کی شاخیں اور ڈالیاں پھیل گئیں، اس کے بعد وہ آدمی مرگیا، عرصہ گذرنے کے بعد کوئی مسافر وہاں سے گذر رہا تھا، سخت گرمی تھی، لو چل رہی تھی، تھکا ماندہ تھا، اس درخت کے سایہ میں بیٹھا، تھوڑی دیر آرام کیا، جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں لگیں تو اس نے راحت محسوس کی اور دل سے کہا کہ اے اللہ جس نے یہ درخت لگایا اس کی مغفرت فرمادے، بعد میں کسی نے اسے درخت لگانے والے آدمی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میرے اعمال تو بہت اچھے نہیں تھے، البتہ جو درخت میں نے لگایا تھا، کوئی مسافر وہاں آیا اور کھانا وغیرہ کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا، اس کے بعد اس نے دعا کی کہ اے اللہ جس نے یہ درخت لگایا ہے اس کی مغفرت فرمادے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاء کی برکت سے میری مغفرت فرمادی، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رفاہ عام کے کاموں سے اللہ بہت خوش ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے مغفرت فرمادیتے ہیں۔

صبر وشکر کیجئے: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب وغریب واقعہ لکھا ہے کہ ایک جگہ دو بچے پیدا ہوئے، دونوں جوڑواں بچے تھے، ایک کا منہ ایک طرف اور دوسرے کا منہ دوسری طرف اور دونوں کمر سے لگے ہوئے، اس طرح دونوں کی حالت یکساں تھی، والدین نے کہا چلو اللہ پاک کی مرضی، ڈاکٹروں سے کہا آپریشن کرکے دونوں کو الگ کردو تاکہ دونوں کو راحت ہو، ہم کو بھی بڑی پریشانی ہے، ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر ان دونوں کو درمیان سے کاٹ دیا جائے تو دونوں مرجائیں گے، لہذا اللہ کی مرضی پر چلنے دو، اب وہ دونوں بچے بڑے ہوئے تو ڈاکٹروں سے کہا دونوں کو اب الگ الگ کردو، مگر ڈاکٹروں نے وہی کہا کہ اگر الگ کریں گے تو دونوں مرجائیں گے، اس لئے دونوں ایسے ہی رہے، اب دونوں کا مزاج چونکہ الگ الگ تھا، ایک کا مزاج دین کی طرف تو ایک کا مزاج دنیا کی طرف، ایک نے کہا مجھے دینی علم حاصل کرنا ہے، دوسرے نے کہا مجھے دنیا کا علم حاصل کرنا ہے، باپ نے کہا چلو دونوں کا شوق پورا کرو، ٹیوشن کے لئے ایک مولانا صاحب کو رکھ لیا اور دوسرے کے لئے ایک ٹیچر صاحب کو لے لیا، اب جس بھائی کا رجحان دنیا کی طرف تھا اس نے اپنے بھائی سے کہا ہم سے زیادہ دنیا میں کوئی مصیبت میں نہیں، ہم سب سے زیادہ مصیبت میں ہیں، دیندار بھائی اس سے کہتا ایسا نہ کہو، اللہ نے ہمیں جس حال میں رکھا ہے اس پر اللہ پاک کا شکر ادا کریں، اللہ کی رضا پر راضی رہو، اللہ پاک چاہتے تو اس سے بھی بڑی مصیبت میں گرفتار کرسکتے تھے، دنیادار بھائی کہتا اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوسکتی ہے، جو کام تجھے کرنا پڑتا ہے مجھے بھی تیرے ساتھ ہروقت رہنا پڑتا ہے، اگر تجھے حاجت کے لئے جانا ہوتا ہے تو مجھے بھی ساتھ آنا پڑتا ہے، مجھ سے کوئی راز کی بات کہنا چاہتا ہے تو تو سن لیتا ہے، ہروقت ساتھ ساتھ، اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوسکتی ہے؟ دیندار بھائی کہتا اللہ کو شکر کرو، جس حال میں وہ رکھیں اس پر راضی رہو، اس سے بڑی مصیبت میں بھی ہم مبتلا ہوسکتے تھے، مگر دنیادار بھائی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی اور اس کی بات ماننے کو تیار نہ ہوتا، چند دن گذرے، دیندار بھائی بیمار ہوا اور اس بیماری میں اس کا انتقال ہوگیا اور دنیادار بھائی زندہ رہا، اب ڈاکٹروں کو بلایا اور کہا گیا کہ اب تو آپریشن کرکے ان کو الگ کردو، مگر ڈاکٹروں نے وہی بات کہی اگر آپریشن کریں گے تو اسی وقت یہ بھائی بھی مرجائے گا، لہذا ان کو اسی طرح چھوڑ دو، اب دنیادار بھائی اور زیادہ پریشان اس لئے کہ جب وہ زندہ تھا تو کچھ نہ کچھ ایک سے دوسرے کو مدد ملتی، انسیت ہوتی، اب تو ہروقت مردہ بھائی کو ساتھ رکھنا پڑتا، اب یہ دنیادار بھائی اپنے دیندار بھائی کی بات کو یاد کرتا کہ میرا بھائی جو بات کہتا تھا وہ ٹھیک تھی، اب اس سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہوگیا کہ پہلے ایک زندہ کو لیکر چلتا تھا اب ایک مردہ بھائی کو لیکر چلتا ہوں، اب آنکھیں کھلی، اب اللہ پاک کا شکر ادا کرتا، تھوڑے دن کے بعد دوسرے بھائی کا بھی انتقال ہوگیا، لہذا جب کوئی مصیبت آجائے تو انسان سوچے کہ اس سے بڑی مصیبت بھی آسکتی تھی، تو اس سے اس کو صبر کی توفیق ہوگی اور تسلی ہوگی اور شکر کی توفیق بھی ملے گی۔

ہیرے کی قدر جوہری جانتا ہے: ایران کے کسی شاعر نے شعر کا ایک مصرع کہا، دوسرا مصرع ذہن میں نہیں آرہا تھا کہ شعر مکمل ہو، بیچارہ بہت پریشان تھا، مصرع یہ تھا۔ درابلق کسے کم دیدہ موجود ایسا موتی جو سفید ہو لیکن سیاہی کا مل ہو یعنی سرمئی کلر کا موتی کم یاب ہے، کم یافت ہے، اس کی خبر کہیں سے زیب النساء کو لگ گئی جو اورنگزیب کی بیٹی تھی کہ ایک شاعر ہے جو بہت پریشان ہے اس کے شعر کا دوسرا مصرع نہیں بن رہا ہے، اس کے دوسرا مصرع بنا کر کسی کے ذریعہ شاعر کے پاس بھجوادیا

ولے اشک بتان سرمہ آلود اب شعر اس طرح مکمل ہو گیا ۔

در ابلق کسے کم دیدہ موجود ولے اشک بتان سرمہ آلود

یعنی ایسا نہیں ہے کہ سفید موتی کم یاب ہے بلکہ اس کی یافت بہت آسان ہے وہ اس طور پر کہ اپنے محبوب کی آنکھوں میں وہ سرمہ لگوا دو جو لگنے والا ہو اس کے بعد اس کی آنکھوں سے جو پانی گرے گا وہ سفید سیاہی مائل کلر ہوگا، یہی تو درابلق ہے، جب شاعر کا شعر اس مصرع سے مکمل ہوگیا تو اتنا خوش ہوا کہ پوچھئے مت، اب شاعر کو اس دوسرے مصرع کے بنانے والے شاعر سے ملاقات کی بے چینی بڑھی، وہ بے قرار رہنے لگا، اس بے قراری کی خبر زیب النساء کو لگی اس نے اس کے جواب میں ایک شعر لکھ کر بھیج دیا۔

درسخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل ہر کہ دیدن میل دارد درسخن بیند مرا

میں اپنے کلام میں اسی طرح چھپی ہوں جیسے گلاب کی خوشبو گلاب کی پنکھڑیوں میں چھپی رہتی ہے، جو مجھے دیکھنے کا خواہشمند ہو وہ مرے کلام کو دیکھ لے، اس شعر کے بعد شاعر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا، لیکن دیدار نہیں ہوسکا، دراصل ہیرے کی قدر جوہری جانتا ہے، عام آدمی کیا جانے؟ (بقیہ صفحہ آئندہ)

Scanned with CamScanner

موجودہ معاشرہ اور مسلم والدین کی ذمہ داریاں

حمیرہ اختر ہاپوڑ

قرآن شریف کی پہلی وحی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حراء میں نازل ہوئی، جس میں کہا گیا کہ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا رحیم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل وحی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں علم کی کتنی زیادہ اہمیت ہے، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری پہلی وحی کی ابتداء لفظ اقرأ (پڑھو) سے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی امت صرف علم سیکھے گی ہی نہیں، بلکہ وہ علم کو دنیا میں پھیلانے والی ہوگی، آگے اسی سورۃ میں ہے کہ ''پڑھو اس پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا'' مطلب علم کا رشتہ پروردگار سے ہے اور یہ رشتہ ہرگز نہیں ٹوٹنا چاہئے، یہ بات اس وقت کہی گئی جس وقت علم کا رشتہ مالک سے ٹوٹ گیا تھا، تب اس مالک نے اِس ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے کے لئے اپنے نبی کے ذریعہ دنیا تک یہ بات پہنچائی جس میں ''مالک، قلم، علم'' اور بندہ کا انوکھا میل جول ہے، ایسا جوڑ جو دنیا کی کسی اور قوم میں دیکھنے کو نہیں ملتا، یہی تو اپنے آپ میں اسلام کی سب سے بڑی سچائی ہے، کیا اس جہالت کے دور میں کوئی سوچ سکتا تھا کہ جو پہلی وحی نازل ہوگی، وہ لفظ اقرأ سے ہوگی۔

علم کا راستہ بہت مشکل ہے، اس لئے خدا کا نام لے کر ہی علم حاصل کرنا چاہئے، علم کی اہمیت اس بات سے اور بھی زیادہ صاف ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے'' بلکہ یہاں تک کہا کہ علم حاصل کرنے والے طالب علم کے لئے سمندر کی مچھلیاں تک دعاء کرتی ہیں۔

لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ دنیا کی ناخواندہ قوموں میں سرفہرست ہمارا نام ہے، میں نے ایک Article میں پڑھا تھا اسرائیل میں Senior Secondrey تک یہودیت کی تعلیم لازمی ہے، کیونکہ یہی اصل عمر ہوتی ہے، جس میں ذہن بنتا اور بگڑتا ہے، لیکن اس کے برعکس ہمارے یہاں پوری طرح غفلت ہے، اگر تھوڑی بہت کہیں دنیاوی تعلیم ہے تو دین سے پوری طرح ناآشنائی ہے۔

مجھے یہ لکھتے ہوئے بے حد تکلیف ہو رہی ہے کہ ہمارا مسلم معاشرہ نہ جانے کس طرف جا رہا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے آج علم کا رشتہ پروردگار سے ٹوٹ گیا ہے، ایک طرف وہ مسلم لوگ ہیں جو علم سے پوری طرح ناآشنا ہیں اور دوسری طرف آج کے دور میں ہم Job Oriented کر رہے ہیں، صرف دنیاوی ڈگری حاصل کرنے سے علم سیکھ اور سمجھ نہیں سکتے، ڈگری یافتہ ہونے اور تعلیم یافتہ ہونے میں بڑا فرق ہے، مجھے اپنی زندگی میں دو واقعے ایسے پیش آئے جن کی حقیقت بے حد کڑوی ہے اور اس سے الگ بھی روزمرہ کی زندگی میں اپنی قوم کے ایسے حالات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں، جنہیں دیکھ کر لگتا ہے ہمارا ایک بہت بڑا طبقہ دین کی تعلیم سے پوری طرح بھٹک گیا ہے، میں نے اپنی Senior Secondrey تک کی تعلیم C.B.S.E سے حاصل کی ہے، جہاں ہم صرف چار لڑکیاں مسلم تھیں، باقی سبھی غیر مسلم، ایک بار Free Period میں ہم چاروں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک میں نے اپنی ایک غیر مسلم سہیلی کو دیکھ کر کہا کہ وہ کتنی اچھی ہے، لیکن شرک کرنے کی وجہ سے اسے دوزخ میں جلنا پڑے گا، اس بات پر ہم میں سے ایک مسلم لڑکی نے کہا کہ کیسی باتیں کر رہی ہو، جیسے ہمارے یہاں دوزخ اور جنت ہے، ویسے ہی ان کے یہاں بھی سورگ اور نرک ہے، دوسری مسلم لڑکی بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا کر کہنے لگی کہ اتنے بڑے بڑے لوگ جو غیر مسلم تھے اور جنہوں نے اپنے دیش کے لئے اتنے کام کئے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ لوگ دوزخ میں گئے ہوں، ان کی سن کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی، تیسری مسلم لڑکی میری ہمنوا تھی اب ہم دو ایک طرف تھے اور وہ دونوں اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی، مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ سچائی جو ہر مسلمان کو معلوم ہونی چاہئے، جس کی وجہ سے ہم مسلمان کہلاتے ہیں، اسی بات کو وہ دونوں جھٹلا رہی تھیں، آخر میں ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے جاننے والے ایک مولانا ہیں، میں ان سے معلوم کر کے آؤں گی، تب کل بات کریں گے، ہم بھی اس کی بات سے متفق ہو گئے، اس دن مجھے شاید کم عمری اور کم علمی کی وجہ سے اپنی ہی بات پر ڈر لگا کہ پتا نہیں ان مولانا کو بھی یہ بات معلوم ہوگی یا نہیں؟ میں نے گھر آ کر اپنی والدہ سے یہ بات بتائی تو انہیں بھی بہت تعجب ہوا کہ یہی تو ہمارے مذہب کی بنیاد ہے کہ اللہ ہی کو ماننا ہے اور شرک کرنے والوں کے لئے عذاب ہے، وہ رات جیسے تیسے گزری تو اگلے دن اسکول پہونچتے ہی میں نے اس سے معلوم کیا کہ اس نے مولانا سے پوچھا یا نہیں، اس نے مجھے بتایا کہ اس نے مولانا سے معلوم کیا اور انہوں نے اسے تفصیل سے سمجھایا بھی، تب جا کر دوسری لڑکی کی بھی سمجھ میں آیا اور مجھے بھی تسلی ہوئی۔

دوسرا واقعہ میرے ساتھ علی گڑھ میں پیش آیا، یہ لگ بھگ دس بارہ سال پہلے کی بات ہے، ہم ایک روم میں ۵ لڑکیاں Combined Studdy کر رہے تھے، پڑھتے پڑھتے بات کرنے لگے تو اس دوران معلوم ہوا کہ ایک لڑکی Allahabad کی تھی، اسے کلمہ تک یاد نہیں ہے، ہم چاروں کو بے حد تعجب ہوا اور اس پر ہم نے سخت Comments کر دی، تبھی ہم میں سے ایک لڑکی نے کہا اسے ڈانٹو نہیں، بلکہ کلمہ اور نماز یاد کرا دو، اسے یاد بھی ہو جائے گا اور تمہیں ثواب بھی ملے گا، اتفاق سے دو دن بعد اس کے والد اس سے ملنے آئے، میں نے اور ایک دوسری لڑکی نے ہمت کر کے ان سے یہ بات کہی، حالانکہ مجھے خود کو بہت برا لگا کہ ہمیں ان سے نہیں کہنا چاہئے تھا، لیکن ان کا جواب سن کر تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہی، انہوں نے کہا بیٹا بعد میں یاد کر لے گی ابھی تو امتحان ہیں، اپنی پڑھائی میں دھیان لگاؤ، مجھے بہت شرمندگی محسوس ہوئی کہ ایک مسلمان کے لئے کلمہ اور نماز سے زیادہ دینا کا معمولی سا امتحان کتنی اہمیت رکھتا ہے، وہ یہ نہیں سوچ رہے تھے کہ دنیاوی زندگی کتنی ہے، کس کو خبر ہے کہ کب موت آ جائے، وہاں اس مالک کو کیا جواب دیں گے؟ کیا انہیں نہیں معلوم کہ اس بات کے لئے روزِ محشر ان کی بیٹی کے ساتھ ساتھ ان کی بھی پکڑ ہوگی، لیکن ہم سب کو زیادہ خوشی تب ہوئی جب اس لڑکی نے اپنے والدین کے اُلٹ امتحان کے ہی دونوں میں کلمہ اور پوری نماز یاد کر لی، بلکہ پنج وقتہ نمازیں بھی پڑھنے لگی۔

یہ دونوں واقعات میرے دل میں کانٹے کی طرح چبھ رہے ہیں، مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے کہ کیا یہ والدین اپنے گھر میں مذہب کے بارے میں بچوں کو کچھ نہیں بتاتے؟ کیا مسلمان گھرانوں میں پیدا ہونے سے ہی ہم مسلمان ہیں؟ کیوں جو لوگ اپنے بچوں کو English Medium میں پڑھاتے ہیں وہ انہیں دینی Basic تعلیم سے بھی محروم رکھتے ہیں؟ کیوں وہ لوگ اپنے بچوں کو صرف Doctor, Engineer اور Manager بنا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں؟ نہ جانے کتنے مسلم نوجوان ہوں گے جنہیں اپنے دین کی معلومات نہیں ہوگی، جن کے والدین ان کے اچھے کیرئر کے لئے ان سے دن رات محنت کروا رہے ہوں گے، کیا والدین کا فرض صرف اتنا ہی رہ گیا ہے کہ اپنے بچوں کو دولت کمانے والی مشین بنا دیں؟ کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ اپنی اولاد کی دنیا سنوارنے کے ساتھ ساتھ ان کی اور اپنی آخرت سنوارنے کے لئے ان کی بہترین تربیت کریں اور انہیں اسلام کا سچا سپاہی بنا دیں! کیوں وہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم سونے پر سہاگہ ہے، بلکہ اگر دنیاوی تعلیم دین کی سرپرستی میں ہو تو یہی بچے اپنے دین کے لئے کتنا کام کریں گے۔

یہ تو تھی ہمارے اس پڑھے لکھے معاشرہ کی بات جو دنیا میں اتنے کھو گئے ہیں کہ انہیں دین کی کچھ خبر ہی نہیں ہے، دوسری طرف ہمارے وہ لوگ ہیں جو دینی اور دنیاوی دونوں ہی طرح کی تعلیم سے پوری طرح غافل ہیں، جن کے اخلاق اور رہن سہن کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں، ایک جگہ میں نے پڑھا تھا کہ جس گھر میں کتابیں نہیں وہ گھر ایسا ہے جیسے جسم میں روح ہی نہ ہو، جہاں علم کی اتنی اہمیت ہے وہیں لگ بھگ آدھی مسلم آبادی کو علم سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔

ایک اور بڑا طبقہ ہے جو اگر دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے تو دنیاوی تعلیم سے بالکل لاتعلقی اختیار کر کے بیٹھا ہے جو ان کی دنیا کو سنوانے کے لئے اہم ہے، دنیا سے الگ تھلگ کرنے کی ہمارے اسلام کی منشاء نہیں ہے، بدقسمتی سے دنیا تو تیز رفتاری سے بہت آگے جا رہی ہے اور مسلمان بے حد پچھڑ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی جو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی، اس میں فرمایا کہ ''انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا'' مطلب صاف ہے کہ اللہ رب العزت نے خود وہ تعلیم دی جس سے دنیا اتنی آگے جا رہی ہے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں جو زمانہ آیا ہے اس سے پہلے کبھی دنیا اتنی ترقی کر چکی تھی؟ یہ Science Technology بھی تو خدا کی ہی دین ہے، اسلام تو ہم سے صرف یہی چاہتا ہے کہ دین کی رسی مضبوطی سے تھام کر ہم اس تعلیم کو بھی حاصل کریں جو ہمیں دنیا کی دوڑ میں بھی شامل کر سکے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ''تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو دنیا کے لئے اپنی آخرت نہ چھوڑے اور آخرت کے لئے اپنی دنیا نہ چھوڑے'' لیکن ہمارے اپنے لوگ اس تعلیم سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں، کہیں دنیاوی جہالت ہے تو کہیں دینی جہالت اور کہیں غفلت، آج مسلم معاشرہ پوری طرح بگڑ کر رہ گیا ہے، بہت سے لوگ ہیں جو معاشرہ پر کام کر رہے ہیں، میری التجاء ہے ان تعلیم یافتہ لوگوں سے جو اپنے معاشرہ کی برائیوں کو دیکھ کر یا پڑھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ وہ لوگ بھی مدد کے لئے آگے آئیں، اپنے علم کو عمل میں لائیں نہ کہ ضائع کریں، مجھے لگتا ہے کہ ایسے School Colleges کھولنے چاہئیں جہاں دین کی روشنی میں Science اور Technology سے روبرو کروایا جائے، جو لوگ علم سیکھ رہے ہیں وہ دوسروں تک پہنچائیں، کیونکہ علم سیکھنا اللہ کی راہ میں جہاد جیسا ہے اور علم سکھانا اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، علم پر عمل بھی ہو تو وہ صحیح معنی میں تعلیم یافتہ کہلایا جا سکتا ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ''بغیر علم کے عمل بے کار ہے اور بغیر عمل کے علم بیکار سا ہے، کاش ہم یہ سمجھ جائیں جو ہمارا اسلام ہم سے چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ ہم سبھی نہ صرف علم سیکھیں بلکہ دوسروں تک پہنچائیں اور پوری دنیا کی رہنمائی کرنے والی قوم بن جائیں۔ آمین

(بقیہ: **حکایات اہل دل**)............ **سامان کی حفاظت**: حضرت حبیب عجمیؒ کا حجرہ بصرہ کے بازار میں چوراہے پر تھا، آپ کے پاس ایک پوستین تھا جس کو آپؒ سردی گرمی میں برابر استعمال کرتے تھے، ایک روز آپ وضو کرنے کے لئے گئے اور پوستین وہیں چھوڑ گئے، اتنے میں حضرت حسن بصریؒ آ نکلے، دیکھا کہ پوستین پڑا ہے، پہچان لیا اور فرمایا حبیبؒ ایک عجمی شخص ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ پوستین کوئی لے جائے گا اور خود وہیں ٹھہر گئے حتیٰ کہ حبیبؒ آ گئے، سلام کیا اور پوچھا کہ اے امام المسلمین آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں، حضرت حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ تمہارے پوستین کی حفاظت کر رہا ہوں، تم حجرہ اور پستین کس پر چھوڑ گئے تھے؛ کہنے لگے اس ذات پر جس نے آپ کو میرے پوستین کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔

جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے بھی: حضرت محمد بن منکدرؒ چوغوں کی تجارت کرتے تھے، ان کے پاس کچھ چوغے پانچ روپے والے تھے، کچھ دس روپے والے، ان کی عدم موجودگی میں ان کے غلام نے غلطی سے پانچ روپے والا چوغہ دس روپے میں بیچ ڈالا، جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ دن بھر خریدار کو ڈھونڈتے رہے، آخر ملاقات ہوگئی، فرمایا کہ غلام نے غلطی سے پانچ کی چیز دس میں بیچ ڈالی، خریدار نے کہا کچھ مضائقہ نہیں، میں راضی ہوں، آپ نے فرمایا تم راضی ہو مگر ہم تمہارے لئے وہی بات پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے کرتے ہیں، اب تم تین باتوں میں سے ایک بات پسند کر لو، (۱) دس روپے والا چوغہ لے لو (۲) پانچ روپے واپس لے لو یا (۳) ہماری چیز دیدو اور اپنے دام واپس لو، خریدار نے آپ کے اصرار سے پانچ روپے واپس لے لئے، خریدار نے اس حسنِ معاملت پر حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں، لوگوں نے نام بتایا تو اس نے کہا کہ سبحان اللہ! انہی کی بدولت قحط سالی میں ہم پر بارش ہوتی ہے۔

مفلسوں میں تین باتیں: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ تم حلال کمائی سے اپنی مفلسی دور کرو کیونکہ جو مفلس ہو جاتا ہے اس میں تین باتیں پیدا ہو جاتی ہیں، اول دینی معاملات میں سستی، دوسرے ضعف عقلی، تیسرے بے مروّتی اور تینوں سے بڑھ کر یہ کہ آدمی اسے حقیر جانتے ہیں۔

بدگمانی سے بچنے: حضرت محمد بن صالح فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن حماد بن سالمؒ کے پاس گئے، دیکھا کہ ان کے گھر میں چار چیزوں کے سوا کچھ نہ تھا، ایک ان کے بیٹھنے کا بوریا، دوسرا تلاوت کا قرآن، تیسرا کتابوں کا بستہ، چوتھا وضو کا لوٹا، وہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ حاکم محمد سلیمان نے آ کر چالیس ہزار درہم نذر کیا اور عرض کیا کہ آپ ان کو اپنی ضروریات میں صرف کیجئے، آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں پر ظلم کر کے تم نے یہ روپیہ حاصل کیا ہے، ان کو واپس کر دو، انہوں نے کہا کہ بخدا مجھے یہ مال وراثت میں ملا ہے، آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، عرض کیا کہ اچھا آپ اسے لوگوں میں تقسیم کر دیں، آپ نے فرمایا میں اسے تقسیم کرنے میں انصاف سے بھی کام لوں تو مجھے ڈر ہے کہ جس کو ان میں سے کچھ نہ ملے وہ یوں کہے کہ اس شخص نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا اور میری وجہ سے بدگمانی کے گناہ میں مبتلا ہو، پس اپنا مال مجھ سے علیحدہ رکھو۔

Scanned with CamScanner

ہندوستان میں دعوت اسلامی کی مختصر تاریخ

پروفیسر آرنالڈؒ

ہندوستان کے مسلمانوں کو دو طرح سے تقسیم کیا جا سکتا ہے، ایک قسم کے مسلمان تو وہ ہیں جو غیر ملکوں ہی سے مسلمان آئے، اور اس ملک میں آباد ہوئے، دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں جو ہندوستان کے قدیم مذہبوں میں سے کسی مذہب کو پہلے مانتے تھے لیکن مختلف وقتوں اور زمانوں میں تعلیم وتلقین کے ذریعہ سے ان کو مسلمان کرلیا گیا۔

اب غیر ملکوں کے مسلمان جو ہندوستان میں آباد ہوئے ان کو بھی تین گروہوں میں ترتیب دے سکتے ہیں، اول گروہ جو تعداد میں بھی سب سے زیادہ ہے، وہ ہے جو سرحد شمال مغرب سے داخل ہوکر ہندوستان میں آباد ہوا، اور جس کے لوگ ملک سندھ و پنجاب میں خاص کر موجود ہیں، دوسرا گروہ وہ ہے جس میں مختلف مسلمان شاہی خاندان جو ہندوستان میں گذرے ہیں ان کے اہل کاروں اور سپاہ کی اولاد شامل ہے، یہ گروہ بھی زیادہ تر شمالی ہندوستان میں اور کسی قدر دکن میں آباد ہے، تیسرے یعنی اخیر گروہ میں غالبًا اہل عرب کی نسلیں ہیں جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہیں اور جن کے آبا و اجداد ہندوستان میں سمندر کی راہ سے داخل ہوئے، لیکن غیر ملکوں کے اسلامی خاندان جو ملک میں مستقل طور پر آباد ہوئے، ان کا شمار سوائے پنجاب اور پنجاب کے قرب وجوار کے اور کہیں زیادہ نہیں ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں میں نصف سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے نام کے ساتھ شیخ، بیگ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صورتوں میں سید کا لفظ اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں کے بھی دو حصے ہیں، بڑا حصہ تو وہ ہے جس کے لوگ نو مسلم یا نو مسلموں کی نسل سے ہیں، اور جن بزرگوں نے ان کو مسلمان کیا ان کا لقب انھوں نے اختیار کرلیا، یا کسی اور سبب سے سید شیخ مرزا یا خان ہو گئے، دوسرا حصہ وہ ہے جس میں بعض لوگوں نے بلاشبہ حاکموں کے ذریعہ سے اسلام قبول کیا لیکن باقی لوگ جن کی تعداد بہت ہے بطیب خاطر مسلمان ہوئے، مؤرخوں نے دعوت اسلام کی تاریخ اور ان تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے، جن سے اس ملک میں اسلام کی اشاعت ہوئی، ہندوستان کی تمام ایسی تاریخوں میں جو آسانی سے دستیاب ہوتی ہیں خواہ اس ملک کے مؤرخوں کی لکھی ہوئی ہوں خواہ یورپین مصنفوں کی تحریر سے ہوں، صرف لڑائیوں کے حالات یا پادشاہوں کے کارنامے درج ہوتے ہیں، لوگوں کی مذہبی حالت کا ذکر جو مختلف وقتوں میں رہی ہو، ان کتابوں میں نہیں ملتا، البتہ اس مذہبی حالت نے اگر کبھی تعصب یا مذہب کی بنا پر ظلم وستم کی صورت پکڑی تو ضرور اس کا ذکر کردیا جاتا ہے، مشائخ اور اولیائے اسلام کے تذکروں سے یا ایسی روایت سے جو کسی جگہ کے لوگوں میں مشہور چلی آتی ہو تبلیغ اسلام کے ایسے حالات کسی قدر دریافت ہو جاتے ہیں، جن کو لوگوں کے پولیٹکل تعلقات سے واسطہ نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے لے کر جب کی عرب سے ایک مہم ساحل سندھ کو روانہ کی گئی، اٹھارہویں صدی عیسوی تک سمت شمال مغرب سے ہندوستان پر اسلامی لشکر کشوں کا تار بندھا رہا، جن میں سے بعض بڑی بڑی سلطنتوں کے بانی ہوئے، اور بعض فقط لڑتے مرتے ادھر بھی نکل آئے، کچھ تو ایسے تھے جو آئے اور گئے اور کچھ وہ تھے جنھوں نے ملک میں آباد ہوکر ایسی سلطنتوں کی بنیاد ڈالی جن کا اثر ملک میں آج تک موجود ہے لیکن یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ ان فاتحوں میں سے کسی کے ساتھ بھی واعظ اور داعیان اسلام ملک میں آئے ہوں، یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کو مذہب کی طرف سے بے پروائی تھی، کیونکہ ان فاتحین میں سے بعض نے ہندوستان پر لشکر کشی کرنے کو مذہبی لڑائی تصور کیا تھا۔

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے اسلام کی اشاعت میں کس حد تک حصہ لیا؟ لیکن ہندوستان کے ان مسلمان فاتحوں کے دل میں کوئی ایسا خیال جس کو دوسروں کی آخرت کی بھلائی چاہنے کا خیال کہتے ہیں، موجود نہ تھا، جو مذہب کے ہر بچے داعی کے دل میں ہوا کرتا ہے، اور جس نے خود اسلام کی اشاعت میں بڑے بڑے کام کئے ہیں علجی (۱۲۰۹ء۔ ۱۳۲۰ء) اور تغلق (1320-1412ء) اور لودی بادشاہ (1451-1526ء) لڑائیوں میں عموما ایسے مصروف رہے کہ اسلام کو ترقی دینے کی ان کو مہلت نہ ہوئی، لوگوں کو مسلمان کرنے کی جگہ ملکوں سے خراج وصول کرنے کا ان کو زیادہ خیال رہا، مذہبی حمیت ان میں کچھ کم نہ تھی، گلبروں کی نسبت لکھا ہے، جو شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع کی ایک وحشی قوم تھی، کہ بارہویں صدی عیسوی کے اخیر میں خود سلطان محمد غوری کی ہدایت وکوشش سے اس نے اسلام قبول کیا، اس بادشاہ نے گکھروں کے سردار کو قید کرکے اس کو مسلمان ہونے کی ہدایت کی، اور جب یہ سردار مسلمان ہوگیا، تو بادشاہ گکھروں کو ان کی سرداری پر اس کو مستقل کرکے اس کی قوم کے پاس بھیجا، تاکہ گکھروں کو مسلمان کرے، کیونکہ گھکھرون کا مذہب خود کچھ قوی نہ تھا، اس لئے وہ آسانی سے مسلمان ہو گئے، ابن بطوطہ کا خیال ہے کہ خلجی بادشاہوں نے اسلام کو اس طرح ترقی دی کہ نو مسلم ہمیشہ دربار میں حاضر کئے جاتے تھے، اور طلائی جوشن اور ایک ایک خلعت بادشاہ ان کو دیتا تھا، لیکن قدیم زمانہ میں جو اسلامی خاندان ہندوستان پر حکمراں ہوئے ان کے بادشاہوں نے تبلیغ مذہب میں بہت کم ہمت صرف کی، اور ان کی تاریخوں میں دعوت مذہب کے متعلق ایسی کوئی نظیر جیسی فیروز شاہ نے اپنی سوانح عمری میں بیان کی ہے، نہیں ملتی، فیروز شاہ تغلق (1018-1035) نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی رعایا کو اسلام قبول کرنے کے لئے ترغیب دی، پس روزانہ ہر طرف سے لوگ آتے تھے، اور اسلام قبول کرکے اور انعام واکرام سے مالا مال ہوکر واپس جاتے تھے۔ جب ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت خاص کر دولت مغلیہ کے عہد حکومت میں خوب مستقل ہوگئی تو اسلام کا اثر بھی ملک میں زیادہ استحکام اور استقلال سے پھیلا، اسلام قبول کرنے کی سب سے زیادہ ترغیب وتحریص اس وقت ہوئی جب کہ بت پرست ہونا شاہی درباروں میں حصول اعزاز کا مانع قرار پایا، اگرچہ مذہبی آزادی کا حصول جس کو اکبر اعظم کے دور حکومت میں سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندوؤں کے مذہب کے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا، یہاں تک کہ شاہی اوقاف جو مندروں کے لئے مقرر ہوتے تھے، ان کا لحاظ ہوتا تھا، اور بدنامی کے خوف نے ہندوؤں کے مذہب میں دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھا دی تھی، جس سے ایسی سختیاں اور تعصب کے ہنگامے برپا نہ ہوتے جو قدیم زمانہ کی لڑائیوں اور فتوحات کا خاصہ تھے لیکن باوجود ان باتوں کے اکثر ہندوؤں نے دنیوی نفع کے خیال سے مسلمان ہونا گوارہ کیا، ہزارہا لوگ اسی طرح مسلمان ہو گئے جن کی اولاد اب تک ملک کے دولت مند زمین داروں میں شمار ہوتی ہے، ان میں بچ گوتی راجپوتوں کا مسلمان خاندان سب سے زیادہ معزز ہے، جو ملک اودھ کے مسلمان تعلقہ داروں کی فہرست میں اول درجہ رکھتا ہے، ایک روایت کے مطابق اس خاندان کے مورث اعلی تلوک چند کو بابر بادشاہ قید کر کے لے گیا، اور تلوک چند نے قید سے رہائی پئی۔ (دی پریچنگ آف اسلام)

میانمار میں بغاوت 50، فیصد حصے پر باغیوں کا قبضہ

میانمار کی فوج نے ڈھائی سال قبل ملک میں اقتدار پر قبضہ کرلیا تھا؛ لیکن اب اسے اپنے وجود کو سب سے بڑا خطرہ درپیش ہے، میانمار میں کہرام برپا ہے اور ملک نہ صرف خانہ جنگی میں پھنسا ہوا ہے؛ بلکہ اب فوج نے بھی کہا ہے کہ حالات اس کے قابو سے باہر ہو چکے ہیں اور ملک تباہی کے دہانے پر ہے، یکم فروری 2021 کو فوج نے منتخب حکومت کا تختہ پلٹ دیا تھا اور حکمراں جماعت کے ساتھ اپوزیشن کے تمام رہنماؤں کو گرفتار کر کے ملک میں فوجی حکمرانی کا اعلان کردیا تھا، میانمار کی سب سے بڑی رہنما آنگ سان سوچی اور صدر ڈھائی سال سے زائد عرصے سے جیل میں ہیں جب کہ دوسری جانب جمہوریت کے حامیوں نے بھی ہتھیار اٹھا لیے ہیں، صورتحال یہ ہے کہ اب میانمار میں درجنوں باغی گروپ بن چکے ہیں جو فوج کے ساتھ شدید لڑائی لڑ رہے ہیں، میانمار کی فوج اب تک کئی دیہات پر بمباری کر چکی ہے اور ایک اندازے کے مطابق اب تک ہزاروں افراد ہلاک ہو چکے ہیں، تازہ ترین اطلاعات کے مطابق یہ باغی گروپ ملک کو فوج کے کنٹرول سے آزاد کرانے کے لیے لڑ رہے ہیں اور ان کا مطالبہ ملک میں جمہوریت کی بحالی ہے؛ لیکن اس مشق میں زبردست تشدد ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگ پڑوسی ممالک میں پناہ لینے کے لیے بھاگ رہے ہیں، میانمار سے خاص طور پر ہندوستان میں پناہ گزینوں کا سیلاب آ گیا ہے، فوجی بغاوت کے بعد سے میانمار کے مختلف علاقوں میں نسلی باغی گروپوں نے فوج کے خلاف مسلح مزاحمت شروع کردی ہے، باغیوں نے ملک کے شمال میں ایک سو کے قریب چوکیوں پر قبضہ کرلیا ہے، جن میں کئی اہم شہر اور اہم تجارتی راستے شامل ہیں، فوج کے خلاف باغیوں کی کارروائی ریاست میں گزشتہ ماہ شروع ہوئی تھی، اس کے پیچھے تین نسلی قوتوں کا اتحاد ہے، ان کا مقصد فوجی حکومت کا تختہ الٹنا اور جمہوری حکمرانی کو بحال کرنا ہے، ریاست میں فوج کی کامیابی نے ملک کے دیگر حصوں میں لڑنے والے باغیوں کی حوصلہ افزائی کی ہے، جنہوں نے فوج کے خلاف مزاحمت میں تیزی سے اضافہ کیا ہے، اسی دوران فوج کی طرف سے مقرر کردہ صدر Myint Swe نے خبردار کیا ہے کہ میانمار ٹوٹنے کے خطرے سے دوچار ہے اور کہا ہے کہ اگر حکومت نے سرحدی علاقے میں ہونے والے واقعات کا مؤثر طریقے سے انتظام نہیں کیا تو میانمار بکھر جائے گا، باغیوں نے ملک کے آدھے حصے پر قبضہ کرلیا ہے، باغیوں نے تقریبا آدھے ملک یعنی 8000 مربع کلومیٹر کے علاقے پر قبضہ کرلیا ہے۔ یہ پیش رفت اب تک چار حملوں کے ایک سیٹ پر ہوئی ہے۔ پہلا آپریشن 27ر اکتوبر کو ہوا، جو تین نسلی گروہوں پر مشتمل تھری برادر ہڈ الائنس نے کیا، یعنی میانمار نیشنل ڈیموکریٹک الائنس آرمی(MNDAA)(Ta'ang National TNLA Liberation Army) اور اراکان آرمی (AA) نے شمالی ریاست شان میں ملکی فوج کے خلاف آپریشن کیا، مزید برآں، اخوان الائنس میں ملک کے جنوب مغرب میں واقع ریاست رخائن کے جنگجو بھی شامل ہیں، اس کے بعد 7 نومبر کو دوسرا آپریشن 1107 کیا گیا، جس میں کیرنی مزاحمتی فورسز نے جنوب مشرقی ریاست میں کم از کم دو فوجی اڈوں پر قبضہ کرلیا، آپریشن 1107 کا یہ ریاست کو آزاد کرنے اور جوٹا کے میناو قلعے کے قریب پائیمانا میں مزاحمتی پیش قدمی کی حمایت کے لیے شروع کیا گیا تھا، اراکان فورس کے باغیوں نے گزشتہ دنوں ریاست رخائن میں تازہ حملہ کیا اور ملک کے کچھ حصوں پر قبضہ کرلیا، کامیابیوں کے اشارے یہ ہیں کہ ایسی صورت حال پیدا ہو رہی ہے کہ ملک کی پوری سرحد اب باغی افواج کے کنٹرول میں ہے اور ایسا لگتا ہے کہ فوج سرحدی علاقوں میں کنٹرول کھو چکی ہے، میڈیا رپورٹس بتاتی ہیں کہ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران، تقریبا 447 متحرک اہلکاروں نے شمالی شان ریاست کیاہ، چن، رخائن اور مون ریاستوں اور ساگانگ اور میگوے علاقوں میں ہتھیار ڈال چکے ہیں، نازک مرحلہ اس وقت شروع ہوجائے گا، جب نسلی مزاحمتی میانمار کے مضبوط گڑھ خصوصا منڈالے کے شمال میں چیلنج کریں گی، سوال یہ ہے کہ کیا یہ کامیابیاں میانمار کی اپوزیشن کو باغی افواج میں شامل ہونے کی ترغیب دیں گی؟ جس کی وجہ سے فوجی حکومت کے لیے پیچیدہ صورتحال پیدا ہو جائے گی۔

سویلین نیشنل یونٹی حکومت کے وزیر دفاع Yi Mon U نے اس امکان کا اشارہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ ملک بھر میں انسداد بغاوت کی کارروائیوں کو اب ایک ہی ملک گیر حکمت عملی کے تحت مربوط کیا جا رہا ہے، جوں جوں لڑائی پھیلتی جا رہی ہے، مقامی آبادی کی انسانی صورت حال ابتر ہوتی جا رہی ہے، اس موجودہ حملے سے پہلے بھی کئی ملین لوگ بے گھر ہو چکے تھے، میانمار کی فوج کو چین اور روس سے ہیلی کاپٹر ملے ہیں جن سے وہ باغیوں پر فضائی حملے کرتے ہیں، رپورٹس بتاتی ہیں کہ فوجی حکومت حملہ شدہ علاقوں میں یا تو پسپائی کی صورت میں یا پہلے سے باغیوں سے لڑنے والی افواج کی مدد کے لیے اضافی دستے نہیں بھیج سکتی (روزنامہ ہمارا سماج پٹنہ، 20 نومبر، 2023)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

حماس-اسرائیل کے درمیان جنگ بندی پچاس اسرائیلیوں کے بدلے 300 فلسطینیوں کی رہائی

العربیہ ڈاٹ کام کے مطابق اسرائیل نے قیدیوں کے معاہدے کے حتمی مسودے کا جواب دینے کے لیے ڈیڈ لائن کی درخواست کی ہے؛ کیونکہ قیدیوں کی ڈیل کے حوالے سے باقی ماندہ نکات اس وقت حل کیے جارہے ہیں جن میں قیدیوں کی رہائی اور ان کی حوالگی کا طریقہ کار شامل ہے، یہ بات حماس کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدے کے قریب آنے کے اعلان کے بعد سامنے آئی ہے، معاہدے کی تفصیلات سامنے آنا شروع ہوگئی ہیں، جس میں مخصوص مدت کے لیے جنگ بندی، قیدیوں کا تبادلہ اور امداد کا داخلہ شامل ہے۔ فلسطینی ذرائع نے بتایا کہ معاہدے میں 5 دن کے لیے جنگ بندی اور تقریباً 300 فلسطینی اسیران کے بدلے تقریباً 50 اسرائیلی قیدیوں کی رہائی شامل ہے(ایجنسی)

غزہ میں انڈونیشی اسپتال پر قیامت برپا، بمباری میں درجنوں فلسطینی شہید اور زخمی

اسرائیلی قابض فوج نے فلسطین کے علاقے غزہ کی پٹی میں اسپتالوں کے خلاف وحشیانہ جنگ جاری ہے، اسپتالوں کے خلاف تازہ جارحیت کے نتیجے انڈونیشی اسپتال میں درجنوں فلسطینی شہید ہوگئے، شہید ہونے والوں میں زخمی، مریض اور دوسرے شہری شامل ہیں، 7 را کتوبر کو غزہ کی پٹی پر جنگ شروع ہونے کے بعد سے اسرائیل نے حماس کے مراکز اور ان کے نیچے سرنگوں کی موجودگی کے بہانے خاص طور پر شمال میں پٹی کے بہت سے اسپتالوں کو نشانہ بنایا ہے، تاہم اسلامی تحریک مزاحمت (حماس) نے بار بار اور واضح طور پر اسپتالوں کو فوجی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی تردید کی ہے، تازہ ترین اسرائیلی بمباری میں غزہ کے انڈونیشیا اسپتال کو نشانہ بنایا گیا ہے، پیر کے روز شالی غزہ میں انڈونیشیا کے اسپتال کے آس پاس کے علاقے پر توپ خانے سے شیلنگ اور فضائی بمباری کی اطلاع دی، دریں اثنا فلسطینی وزارت صحت نے اعلان کیا کہ انڈونیشیا کے اسپتال پر اسرائیلی حملے کے نتیجے میں 12 شہید اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔(ایجنسی)

اسرائیل نے شفا اسپتال سے کئی نعشیں غائب کردی ہیں: حماس

حماس تحریک کے رہنما اسامہ حمدان نے کہا کہ القسام بریگیڈ نے اسرائیلی فوج کو اس کے ارکان، افسروں اور ساز و سامان کے لحاظ سے نقصان پہنچایا، پریس کانفرنس کرتے ہوئے اسامہ حمدان نے کہا کہ اسرائیل چوبیس گھنٹے اپنا قتل عام جاری رکھے ہوئے ہے، اب وہ جنوبی غزہ پر اسی طرح بمباری کررہا ہے جیسا اس نے شالی غزہ میں کی تھی، انہوں نے کہا کہ اسرائیلی فوج نے شفا میڈیکل کمپلیکس کے ڈائریکٹر کو کمپلیکس خالی کرانے کے لیے 6 بار طلب کیا اور طبی عملے کو وہاں سے جانے پر مجبور کیا، انہوں نے کہا کہ اسرائیلی فوج ان علاقوں میں قتل عام کررہی ہے جو اس کے دعوی کے مطابق محفوظ ہیں، انہوں نے کہا شہید ہونے والوں میں سے 43 فیصد جنوبی غزہ کی پٹی میں ہیں، انہوں نے تصدیق کی کہ اسرائیلی فوج کو شفا اسپتال میں کوئی مبینہ کمانڈ روم نہیں ملا، یادرہے اسرائیل نے اسپتال میں حماس کے کمانڈ روم کی موجودگی کا دعویٰ کیا تھا، اسامہ حمدان نے مزید کہا کہ اسرائیلی فوجیوں نے شفا اسپتال سے کچھ نعشیں بھی اغوا کرلی ہیں اور اسی بنا پر اسرائیل اب حماس کے متعدد رہنماؤں کو مار ڈالنے کا دعویٰ کررہا ہے۔(ایجنسی)

اسرائیل کے خلاف چین کی سرزمین سے عرب ممالک کی للکار، فلسطین میں امن کی بحالی پر زور

چین کے وزیر خارجہ وانگ یی نے پیر کے روز بیجنگ میں چار عرب ممالک اور انڈونیشیا کے وزرائے خارجہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ان کا ملک غزہ میں جنگ کو جلد از جلد ختم کرنے کے لیے عرب اور عالم اسلام کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ہاتھ ملائے گا، انہوں نے کہا کہ چین، عرب اور عالم اسلام کے ساتھ مل کر کام کریں گے، سعودی عرب، مصر، اردن، فلسطینی اتھارٹی اور انڈونیشیا کے وزراء نے چین کے بڑھتے ہوئے جغرافیائی سیاسی اثر ورسوخ اور فلسطینیوں کے لیے اس کی طویل مدتی حمایت پر زور دیتے ہوئے مختلف ممالک کے مجوزہ دوروں کے حصے کے طور پر بیجنگ سے دورے کا آغاز کیا ہے، وانگ یی نے دورہ کرنے والے وزرائے خارجہ کو بتایا کہ ان کا دورہ بیجنگ سے شروع کرنے کا فیصلہ ان کے چین پر بھرپور اعتماد کی عکاسی کرتا ہے۔(نیوز رپورٹ)

یمن کے حوثیوں نے بحیرۂ احمر میں اسرائیل کے بحری جہاز کو قبضے میں لیا

حماس نے دعویٰ کیا ہے کہ حوثی باغیوں نے بحیرۂ احمر میں اسرائیل کے بحری جہاز کو قبضے میں لے لیا ہے، حوثی فوج کے ترجمان یحیٰ ساریہ نے ویڈیو پیغام جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ بحیرۂ احمر میں تمام اسرائیلی بحری بیڑوں کو نشانہ بنایا جائے گا، ترکیہ سے بھارت جانے والے جہاز پر عملے کے 52 افراد موجود ہیں، جہاز اسرائیلی ٹائیکون کی جزوی ملکیت ہے، بیروت میں حماس کے ترجمان اسامہ حمدان نے پریس بریفنگ کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ غزہ میں اسرائیلی جنگ کی وجہ سے صیہونی جہاز کو قبضے میں لینا باعث فخر ہے، جہاز قبضے میں لینے پر حوثیوں کے شکر گزار ہیں(ایجنسی)

فلسطینیوں کو بے گھر کرنے کی کسی بھی کوشش کو مسترد کرتے ہیں: یورپی کمیشن

یورپی کمیشن کی صدر ارسلا وان ڈیرلین نے فلسطینیوں کو بے گھر کرنے کی کسی بھی کوشش کو مسترد کرتے ہوئے، یروشلم کی تاریخی اور قانونی حیثیت کے تحفظ کی اہمیت پر زور دیا ہے، اتوار کو عمان میں اردنی شاہ عبداللہ دوم کے ساتھ ملاقات کے دوران یورپی کمیشن کی صدر نے دوریاستی حل کی بنیاد پر امن کے حصول کی ضرورت پر زور دیا، دونوں رہنماؤں نے ملاقات کے دوران مغربی کنارے میں آباد کاروں کے فلسطینیوں کیخلاف تشدد کی مذمت کی۔(ایجنسی)

تعلیم وروزگار

کوچنگ سینٹرز قصوروار نہیں، والدین کی امیدیں بچوں کو خودکشی پر مجبور کررہی ہیں: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے راجستھان کے کوٹا کے کوچنگ انسٹی ٹیوٹ میں طلبہ کی خودکشی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے لیے والدین کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے، سپریم کورٹ نے کہا کہ طلباء میں بڑھتی خودکشی کے لیے کوچنگ اداروں کو ذمہ دار ٹھہرانا مناسب نہیں ہے؛ کیونکہ والدین کی توقعات بچوں کو خودکشی پر مجبور کررہی ہیں، سپریم کورٹ نے پیر کو یہ تبصرہ بنیادی طور پر راجستھان کے کوٹا میں طلباء کی بڑھتی ہوئی خودکشی کے سلسلے میں کیا، اس سال اب تک کوٹا کے مختلف کوچنگ انسٹی ٹیوٹ میں 24 طلبہ کی خودکشی کی خبریں آئی ہیں۔

نومنتخب اساتذہ کے لیے 30 نومبر سے پہلے اسکول میں حاضری لازمی

کسی بھی صورت میں نومنتخب اساتذہ کے لیے 30 رنومبر سے پہلے اسکول میں حاضری لازمی ہے، پٹنہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس نے اس سلسلے میں حکم نامہ جاری کیا ہے، پٹنہ کے ڈی ای او امیت کمار نے سٹی ٹیچر پلاننگ یونٹ، ضلع پریشد ٹیچر پلاننگ یونٹ، بلاک ٹیچر پلاننگ یونٹ، گرام پنچایت ٹیچر پلاننگ یونٹ کو اس کی اطلاع دی ہے(نیوز سرسوس)

آنگن واڑی ملازمہ اور اسسٹنٹ کا اعزازیہ 590 روپے سے بڑھ کر 650 روپے ہوجائے گا

بہار کے 38 اضلاع میں کام کرنے والی 2.15 لاکھ آنگن واڑی کارکنوں اور معاونین کے اعزازیہ میں 10 فیصد تک کا اضافہ کیا جائے گا، اس کے ساتھ آنگن باڑی ملازمہ اور معاونین کے اعزازیہ میں 590 سے 650 روپے کا اضافہ ہوگا، محکمہ سماجی بہبود نے اعزازیہ میں اضافے کی تجویز ریاستی وزراء کونسل کو منظوری کے لیے بھیج دی ہے، ریاستی حکومت کے فیصلے کے بعد آنگن باڑی ملازمہ ور معاونین کے اعزازیہ میں اضافہ ہوگا، معلومات کے مطابق 38 راضلاع میں 1.14 لاکھ آنگن واڑی مراکز کام کررہے ہیں، ان میں سے 2.15 لاکھ آنگن باڑی ملازمہ اور معاونین ملازمہ کے ساتھ ساتھ 25 لاکھ بچے پڑھتے ہیں۔

ڈیڑھ ماہ سے تحریک : آنگن واڑی کارکنان اور معاونین پچھلے تین سالوں سے اعزازیہ میں اضافہ کا مطالبہ کررہے تھے؛ لیکن حکومت اس رقم میں اضافہ نہیں کررہی تھی، اسی وجہ سے آنگن واڑی کارکنوں اور معاونین کی چار بڑی تنظیموں کے بینر تلے 29 ستمبر سے مسلسل تحریک چل رہی ہے، ان تنظیموں میں بہار اسٹیٹ جوائنٹ سنگھرش کمیٹی، بہار اسٹیٹ آنگن واڑی ایمپلائز یونین، بہار آنگن واڑی یونین اور بہار اسٹیٹ آنگن واڑی ایمپلائز یونین شامل ہیں، ضلع سے ریاستی سطح تک اعزازیہ میں اضافے اور لیبر قوانین کے نفاذ سمیت دیگر مطالبات حکومت کے سامنے رکھے گئے ہیں، محکمانہ سطح پر افسران سے بھی بات چیت ہوئی ہے، حتمی فیصلہ حکومت کرے گی۔

ایوان میں بھی مطالبہ کیا گیا: اسمبلی کے سرمائی اجلاس میں ایک درجن سے زائد ارکان نے آنگن واڑی ورکروں اور معاونین کو مستقل سرکاری ملازمین کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ اعزازیہ کو بڑھا کر 10,000 روپے سے زیادہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا، 7 رنومبر کو ایوان میں ستیہ دیو رائے نے ان کے اعزازیہ کو دوگنا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں کل وقتی درجہ دینے کا مطالبہ کیا، رام ولی سنگھ یادو، سوریہ کانت پاسوان، امیت کمار سنگھ وغیرہ نے بھی آنگن واڑی کارکنوں اور معاونین کے اعزازیہ میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا، قابل ذکر ہے کہ آنگن واڑی ورکر کا اعزازیہ 6500 روپے اور معاون کا 5900 روپے ہے۔

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ

داخلہ نوٹس

جو طالب علم انٹر Physics, Chemistry, Biology اور English سے پاس شدہ ہیں ان کے لئے ایک سنہرا موقع ہے۔ وہ طالب علم پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں۔ پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس کی منظوری محکمہ صحت بہار سرکار سے مستقل منظور شدہ ہے۔ پارامیڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں چند سیٹیں دستیاب ہیں۔ خواہش مند طلبہ پارامیڈیکل کے دفتر سے مبلغ -/700 روپیہ جمع کر کے داخلہ فارم لے کر داخلہ کرا سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ درج ذیل موبائل نمبر پر داخلہ سے متعلق رابطہ کریں:

8873771070,9905355431,9631529759,7250222587,9430236042,8340240873

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی (نائب امیر شریعت) | سید نثار احمد (ایڈمنسٹریٹر) | ڈاکٹر فضیل احمد (پرنسپل)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

اگر آپ کی عمر ۱۸/سال اس سے زائد ہے تو ووٹر لسٹ میں اپنے نام کے اندراج کو یقینی بنائیں: امیر شریعت

ناموں کے اندراج اور درست کرانے کی آخری تاریخ ۹/دسمبر ۲۰۲۳ء

حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر وسکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے اپنے ایک پریس بیان میں کہا ہے کہ ہمارا ملک جمہوری ہے، اور یہاں حکومت کا انتخاب کثرت رائے پر ہوتا ہے اور انتخاب میں حصہ لینا سماجی ذمہ داری کے ساتھ ایک دینی فریضہ بھی ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ووٹر لسٹ میں ہمارے اور ہمارے خاندان کے افراد کے نام شامل ہوں، واضح ہو کہ ووٹر آئی ڈی کارڈ ملک کی شہریت کے ثبوت کے لئے بھی کافی اہمیت رکھتا ہے، جس کا ہر اس شہری کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے جس کی عمر اٹھارہ سال ہو چکی ہے۔

جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ گذشتہ ۲۷/اکتوبر ۲۰۲۳ء کو چیف الیکشن کمشنر بہار کی ہدایت پر ریاست بہار میں ووٹر لسٹ مہم کا آغاز ہو چکا ہے، جس کا سلسلہ ۹/دسمبر ۲۰۲۳ء تک جاری رہے گا، بہار اور ملک کے تمام حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے ناموں کو نئے ووٹر لسٹ میں چیک کرلیں اور کسی بھی غلطی کے ہونے پر وقت رہتے ہوئے مقامی بوتھ لیبل آفیسر (B.L.O) کے ذریعہ یا آن لائن اسے ٹھیک کرالیں اور اپنے گھر کے ایسے افراد جن کی عمر یکم جنوری ۲۰۲۴ء کو ۱۸/سال ہو جائے گی ان کے ناموں کو ووٹر لسٹ میں شامل کرادیں اور اس سلسلہ میں بالکل غفلت نہ برتیں۔

اس سلسلے میں امارت شرعیہ کے حضرات قضاۃ، اراکین مجلس شوریٰ، اراکین ارباب حل وعقد، ضلع وبلاک اور پنچایت سطح کے صدر وسکریٹری، گاؤں کے نقباء ونائبین، ذمہ داران مدارس، سماجی کارکنان اور مساجد کے ائمہ حضرات سے خصوصی گذارش ہے کہ اس جانب اپنے حلقہ کے لوگوں کو متوجہ فرمائیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان کی رہنمائی کریں۔

ووٹر لسٹ سے متعلق ضروری معلومات درج ذیل ہیں:

(1) ۲۷/اکتوبر ۲۰۲۳ء کو نئے ووٹر لسٹ کا ڈرافٹ جاری کر دیا گیا ہے، پہلے ہر شہری اس جاری کردہ ووٹر لسٹ میں اپنا اور اپنے گھر والوں کے نام چیک کرلیں۔

(2) نام، ولدیت، شوہر کے نام، پتہ، عمر، فوٹو میں غلطی ہونے پر مقامی بوتھ لیبل آفیسر (B.L.O) سے رابطہ کریں، یاد رہے کہ ووٹر آئی ڈی کارڈ میں معمولی سے معمولی غلطی کو درست کرانا ضروری ہے؛ تاکہ کسی بھی سرکاری کاموں میں آپ کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(3) ایسے افراد جن کی عمر یکم جنوری ۲۰۲۴ء کو ۱۸/سال ہو جائے گی ان کے ناموں کو ووٹر لسٹ میں شامل کرنے کے لیے مقامی بوتھ لیبل آفیسر (B.L.O) سے ضرور رابطہ کریں۔

(4) ایسی بہوئیں جن کا نام شادی کے بعد اب تک مقامی ووٹر لسٹ میں شامل نہیں ہو سکا ہے ان کے نام شوہر کے نام و پتہ کے ساتھ ضرور جڑوائیں۔

نیا ووٹر لسٹ حاصل کرنے کا طریقہ: (الف) الیکشن کمیشن آف انڈیا کے ویب سائٹ http.voters.eci.gov.in سے ڈاؤن لوڈ کریں۔ اسی طرح اپنے موبائل/سائبر کیفے/کمپیوٹر سینٹر سے بھی ووٹر لسٹ حاصل کی جاسکتی ہے (ب) اپنے بوتھ لیبل آفیسر (B.L.O) سے بھی نیا ووٹر لسٹ حاصل کر سکتے ہیں۔

نام جڑوانے یا اصلاح کا طریقہ:

نام جڑوانے یا اس میں اصلاح کرانے کے دو طریقے ہیں، (۱) مقامی BLO کے ذریعہ اور (۲) آن لائن، سب سے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کے ویب سائٹ http.voters.eci.gov.in پر آن لائن درخواست دیں، ووٹر ہیلپ لائن ایپ ''پلے اسٹور'' سے ڈاؤن لوڈ کریں اور اس سے آن لائن درخواست دیں، آن لائن درخواست دینے پر فوراً اس کا حوالہ نمبر اور درخواست نمبر درخواست دہندہ کو مل جائے گا جس کا استعمال ضرورت کے لحاظ سے کی جاسکتی ہے، درخواست نمبر کو محفوظ رکھیں، آن لائن درخواست کے بعد اس کی اطلاع BLO کو ہو جائے گی اور وہ اس کارروائی کو آگے آفیسر تک بڑھا دیں گے، کسی کمی پر آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے 32ویں سمینار میں منظور کردہ تجاویز

(1) **حرام کمائی سے متعلق بعض مسائل:** اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا ۳۲واں فقہی سمینار ۱۸-۲۰/نومبر ۲۰۲۳ء کو جامعۃ الاسوۃ الحسنہ پلاپٹی تمل ناڈو میں منعقد ہوا، جس میں ''حرام کمائی سے متعلق بعض مسائل'' پر غور وخوض اور بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

1۔ (الف) حرام (سود، غصب، رشوت، چوری، جوا، سٹہ اور عقدِ باطل) کے ذریعہ حاصل شدہ مال قطعی حرام ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ اصل مالک کو لوٹا دیا جائے اور اگر اصل مالک کو لوٹانا ممکن نہ ہو تو دفعِ وبال کی نیت سے غرباء میں تقسیم کرنا واجب ہے (ب) اس طرح کا مال اگر وراثت میں حاصل ہوا ہو اور اس کا مالک معلوم ہو، نیز واپس کرنا ممکن ہو تو مالک تک اس کا پہنچانا ضروری ہے اور اگر مالک معلوم نہ ہو، یا معلوم ہو؛ لیکن اس تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو اس مال کو بھی فقراء میں تقسیم کرنا واجب ہے (ج) اگر وارث نے وراثت میں ملے ہوئے مالِ حرام سے کاروبار کیا تو اس کی آمدنی حلال ہوگی؛ البتہ حرام مال کے بقدر اس پر صدقہ کرنا واجب ہے (2) اگر شوہر یا بیٹے کی پوری یا اکثر آمدنی حرام ہو اور عورت کے پاس گزارے کی کوئی اور صورت نہ ہو تو اس مجبوری کی صورت میں شوہر یا بیٹے کے مال کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے (3) جس شخص کی تعلیم مالِ حرام سے ہوئی ہو، وہ تعلیم پانے کے بعد کوئی جائز ملازمت کرے تو اس کی آمدنی حلال ہے؛ البتہ بہتر ہے کہ کمائی کے بعد مالِ حرام کے بقدر حرام کی تلافی کی نیت سے صدقہ کردے (4) اگر کسی کے پاس حلال وحرام دونوں مال ہو اور دونوں الگ الگ ہو اور یہ معلوم ہو کہ وہ حلال مال سے ہی خرچ کر رہا ہے تو اس کی دعوت قبول کرنا اور اس سے ہدیہ لینا جائز ہے؛ اگر متعین طور پر معلوم ہو کہ مالِ حرام سے دعوت کر رہا ہے تو اس کو قبول کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر حلال وحرام مخلوط ہو جائے تو جو وہ اپنے حلال حصے کے بقدر مال میں سے پیش کرے اس کو قبول کرنا درست ہے اور اگر اس کا علم نہ ہو؛ لیکن حرام مال غالب ہو تو اس کے یہاں دعوت قبول کرنا یا ہدیہ لینا جائز نہیں ہے (5) اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ دعوت کرنے والے کا مال حرام تھا، اس لیے اس نے دعوت کھالی اور بعد میں معلوم ہوا تو اب توبہ واستغفار کرے اور بہتر ہے کہ کھانے کے بقدر مال صدقہ کردے (6) اگر کسی کے پاس حرام مال ہو اور اب وہ جائز کاروبار کرنا چاہتا ہے؛ لیکن اس کو غیر سودی قرض نہیں مل رہا ہے اور تمام مال کو صدقہ کرنے میں شدید حرج ہے تو اس مال سے کاروبار کرنے کی گنجائش ہے اور بعد میں اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے (7) اگر کسی شخص کو دورانِ ملازمت جائز وناجائز دونوں طرح کے کام کرنے پڑتے ہوں اور کسی بھی شعبہ میں کام کرنا نادر نہ ہو تو ایسی ملازمت ناجائز ہے (8) فروخت شدہ سامان کی قیمت، گاڑی یا مکان کا کرایہ اور کسی طرح کی فیس وغیرہ ایسے شخص سے وصول کرنا جائز ہے جس کا ذریعۂ آمدنی بہ ظاہر حرام ہے (9) سودی رقم کو کسی طرح کے بھی ذاتی مفاد میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

☆ 2۔ **تشبہ سے متعلق مسائل:** اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر اپنا تشخص قائم کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کا جذبہ رکھا ہے، اسلام اس جذبہ کو اہمیت دیتا ہے، اس لیے اگر غیر مسلم بھائیوں کا کوئی گروہ اپنے لیے اپنی مذہبی یا تہذیبی شناخت کو قائم رکھنا چاہتا ہو اور اس سے دوسروں کو کوئی ضرر نہ ہو تو مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ اس میں رکاوٹ بنیں، یا خلل پیدا کریں، اسی طرح اسلام مسلمانوں سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی مذہبی وتہذیبی شناخت کو قائم رکھیں اور دوسری قوموں کا ایسا اثر قبول نہ کریں کہ اس سے ان کی اپنی دینی وقومی شناخت متاثر ہو جائے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے: ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد معتبر طریقہ سے ثابت ہے اور اسی لیے فی الجملہ اس کے ضروری ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے؛ چنانچہ اس مسئلہ پر غور وخوض اور بحث ومناقشہ کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

(1) کسی فرد یا جماعت کا کسی ایسی چیز کو جو کسی خاص قوم کی پہچان وامتیاز ہو، بالارادہ اختیار کرنا تشبہ ہے (2) جن امور کو عادتاً ایک طرح پر کیا جاتا ہے اور ان سے اسلام میں منع نہیں کیا گیا ہے تو ان کو اسی طریقہ پر کرنے میں تشبہ نہیں ہے (3) نئی ایجادات اور عام ضروریاتِ زندگی سے متعلق امور میں تشبہ مباح ہے (4) کسی بھی قوم یا مذہب کی وہ خاص علامت جس سے ان کی شناخت ہوتی ہو، اس کو شعار کہتے ہیں اور کسی دوسری قوم کا شعار اختیار کرنا جائز نہیں (5) اگر کسی قوم کا کوئی مروّج عمل اتنا عام ہو جائے کہ اب اس کو اس قوم کی پہچان نہ قرار دیا جائے تو اس میں تشبہ کی جہت ختم ہو جائے گی (6) وہ امور جن کا تعلق عقیدہ وعبادات سے یا مذہبی عُرف وعادت سے ہے ان میں تشبہ حرام ہے اور ان کی بعض صورتوں میں کفر کا اندیشہ ہے (7) صلیب لٹکانا، زُنّار پہننا، قشقہ لگانا، ہولی کھیلنا، دیوالی میں دیا جلانا، کرسمس میں شریک ہونا، یوگا کرنا، یا اس طرح کے دوسرے مذہبی اعمال، یہ سب مذہبی تشبہ کے دائرہ میں آتے ہیں اور یہ سب ناجائز ہیں (8) سرسوتی وندنا، سوریہ نمسکار، وندے ماترم، بائبل یا گیتا سے مشرکانہ دعائیہ کلمات پڑھنا، دیوی دیوتاؤں کے سامنے ہاتھ جوڑنا یا ان کے نام کے نعرے لگانا، حضرت مسیح کے مجسمہ وفوٹو کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہونا، یہ سب دیگر مذاہب کے مذہبی شعار ہیں، ان سے بچنا لازمی ہے اور ان کے ارتکاب کی وجہ سے دائرۂ ایمان سے نکل جانے کا اندیشہ ہے (9) لباس میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ اس سے ستر پوشی کے تقاضے پورے ہو رہے ہوں، نیز دوسری قوموں کے مروّج لباس کی نقالی بھی نہ ہو، لہٰذا ساڑی، دھوتی جن علاقوں میں غیر مسلموں کا لباس نہیں ہے اور وہ ساتر بھی ہوں اور ان کے پہننے سے شناخت مشتبہ نہ ہو تو ان کے استعمال کی گنجائش ہے، اسی طرح کوٹ پینٹ اور ٹائی، جو اب کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں، ان کے استعمال کی بھی اجازت ہے (10) لنگی اور سندور کا استعمال جن علاقوں میں غیر مسلموں کے ساتھ خاص ہے وہاں اس کا استعمال مسلم خواتین کے لیے جائز نہیں (11) دوسری اقوام کی نقل میں یا نفع ونقصان کے عقیدہ سے ہاتھوں وغیرہ میں دھاگہ باندھنا ناجائز ہے اور مشرکانہ عمل ہے (12) مکانات کی تعمیر یا اس کی خریداری میں واستو کی رعایت کو ضروری تصور کرنا، نیز مکان کے دروازوں اور نئی خریدی گئی گاڑیوں پر لیموں مرچ کا لٹکانا مشرکانہ عمل ہے (13) نیا سال منانا ایک غیر اسلامی عمل ہے، اسی طرح بچوں کے یوم پیدائش اور شادی کی سال گرہ منانا وغیرہ بھی غیر اسلامی طریقہ ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے (14) اپریل فول منانا دھوکہ اور جھوٹ پر مبنی ہونے کی وجہ سے قطعاً ناجائز ہے (15) مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ان کے طریقہ پر چھوٹے بال رکھنا خواتین کے لیے درست نہیں ہے (16) مردوں کے لیے کان اور گلے میں زیور پہننا، ہاتھ میں سونا، چاندی یا لوہے کا کڑا پہننا ناجائز ہے (17) عورتیں جس طرح کے شوخ رنگ اور چھینٹ کے رنگ کے کپڑے پہنتی ہیں، مشابہت کی وجہ سے مردوں کو اس طرح کے کپڑے پہننا مناسب نہیں ہے (18) زیب وزینت میں مبالغہ مردوں کے لیے زیب نہیں ہے، اس لیے مروّجہ راجستھانی شیروانی اور ایسے کپڑے جن میں تزئین کاری میں مبالغہ اختیار کیا جائے، نامناسب ہے (19) زیب وزینت کے لیے مردوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی وغیرہ لگانا جائز نہیں۔

(3) **سرمایہ کاری سے متعلق بعض نئے طریقے:** مال انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے اور بعض عبادتیں بھی اس سے متعلق ہیں، اس لیے کسب معاش اسلام کی نظر میں ایک بہتر امر اور بعض حالات میں ضروری ہے؛ لیکن شریعت نے اس کے لیے حلال وحرام کی حدود مقرر کی ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا کوئی عمل اس کے خالق کی رضا کے خلاف نہ ہو اور اس سے دوسرے انسانوں کو ضرر نہ پہنچے؛ مگر افسوس کہ اس وقت دنیا میں جو معاشی نظام قائم ہے، اس میں ایسی ممنوع باتیں بھی شامل ہیں جن کو شریعت میں بہ تاکید منع کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس میں انسانی سماج کا نقصان اور استحصال بھی ہے، اس صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ دور کے فقہاء نے شریعت کے دائرہ میں سرمایہ کاری کی شکلیں پیش کی ہیں، اکیڈمی کے اس سمینار نے ان شکلوں پر غور کیا اور درج ذیل تجاویز منظور کیں:

1۔ مضاربتِ استمراری یعنی عقدِ مضاربت میں سرمایہ کاری کی مدت کا متعین نہ ہونا اور درمیان سال میں نئے نئے اربابِ اموال کا داخل ہونا اور سرمایہ لگانے والوں کا حسب موقع اپنے سرمایہ اور اس کے نفع کو لے کر علیحدہ ہو جانا (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

دومحاذوں پر کام کرنے کی ضرورت

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صحیح اسلامی ثقافت کی حکمت عملی، اسی وقت پیدا ہوگی جب یہ ثقافت امت اسلامیہ کی حقیقت سے وابستہ ہوگی، اس کے لیے دومحاذوں پر کام کرنا ہوگا۔ ایک محاذ ہے امت کی حفاظت کا یعنی غیر اسلامی ثقافتوں کی گندگیوں سے اس امت کو محفوظ رکھا جائے، دوسرا محاذ جو بنیادی محاذ ہے، ایسے مفید وسائل کا اختیار کرنا ہے، جن کے ذریعہ اسلامی ثقافت کی سچی تصویر ابھرے، ذمہ داری کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، گھر ہی وہ پہلا میدان ہے، جہاں والدین کے ہاتھوں بچہ کی شخصیت تشکیل پاتی ہے، گھر میں پیش آنے والی ہر بات بچہ کے ذہن ودماغ پر اثر انداز ہوتی ہے، اور اچھے برے تصورات کو جنم دیتی ہے، والدین جس چیز کو پسند کرتے ہیں بچہ بھی انہیں پسند کرنے لگتا ہے، اور والدین جسے ناپسند کرتے ہیں، بچہ کے لیے بھی وہ ناپسندیدہ ہوجاتی ہے، بچہ کی ثقافت کی تشکیل کا اساسی مرحلہ یہی گھر ہوتا ہے، والدین جن شخصیتوں کا محبت وعقیدت سے ذکر کرتے ہیں وہ بچہ کے دل ودماغ میں محبوب ہوکر پیوست ہوجاتی ہیں، بہادر شخصیتوں کے بہادرانہ کارنامے، ماضی وحال کے عبقری افراد کے احوال بچہ کی عقل پر بہت گہرا اثر چھوڑتے ہیں، ایک مسلمان بچہ کے لئے اسلام کے جانباز سرفروشوں اور سابقہ اقوام کی مثالی شخصیات کے واقعات بہترین غذا کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً گذشتہ انبیاء اور رسولوں کے قصے علماء سلف کے واقعات وغیرہ۔

پہلے ہمارے معاشرہ میں ان چیزوں کا اہتمام ہوا کرتا تھا، مائیں اور دادیاں بچوں کو ایسے قصے سناتی تھیں جن سے بچوں کو انبیاء کرام صحابہ اور دیگر بزرگان دین کے کارناموں کا علم ہوجاتا تھا لیکن اب یہ چیز ختم ہوتی جارہی ہے، بہرحال بچہ کی تعلیم وتربیت میں یہ بات مطلوب ہے کہ صالح اسلامی مظاہر اور اقدار پر توجہ دی جائے اور ان سے استفادہ کرکے بچہ کی ذہنی نشو ونما کا اہتمام کیا جائے۔

پہلا محاذ مضر ذرائع ابلاغ سے بچاؤ کی تدبیر: پہلے محاذ کو لیجئے تو نظر آتا ہے کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو اپنے ہیجان خیز پروگراموں کے ساتھ گھر گھر میں داخل ہوچکے ہیں، اور معاشرہ پر بری طرح اثر انداز ہورہے ہیں، والدین اس سلسلہ میں اب صرف اتنا کام کرسکتے ہیں کہ ممکنہ حد تک بچوں پر نگرانی رکھیں، اور ان ہی پروگراموں کو دیکھنے کی اجازت دیں جو سیرت واخلاق کے لیے مفید ہوں اور زندگی کا پاکیزہ تصور پیش کرتے ہوں۔ آج ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈوں کے ذریعہ بڑے پیمانے پر اخلاقی بگاڑ پیدا ہورہا ہے، اسلامی ثقافت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں، اس موقع پر نہایت ضروری ہے کہ ہم کوئی راہ تلاش کریں، گھر کے ذمہ داروں کے لیے ممکنہ حد تک یہ چیز دشوار نہیں ہے، اس کے علاوہ اخبارات اور فحش لٹریچر الگ غضب ڈھارہے ہیں، یہ رسالے اور اخبارات گھروں میں آتے ہیں تو بڑے اور چھوٹے سبھی افراد پڑھتے ہیں سن رسیدہ افراد تو ان کے برے اثرات سے خود کو محفوظ کرلیتے ہیں لیکن نوعمر افراد پر ان کے اثرات بدمرتب ہو ہی جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں افسانوں اور ہیجان خیز ناولوں کے اثرات کچھ زیادہ ہی ہورہے ہیں، ان تمام چیزوں پر ہماری نظر ہونی چاہئے اور اپنی نسل کی تربیت میں مشغول رہتے ہوئے ان پر توجہ ہونا چاہئے اور ان کے مداوا کی حتی المقدور فکر کرنا چاہیئے، مدرسہ کے معاملات کو لیجئے تو گھر کے کاموں اور ذمہ داریوں پر اتنا اور اضافہ کیا جائے گا کہ وہاں کے نصاب تعلیم، اجتماعی آداب اور ثقافتی پروگرام وغیرہ پر بھی توجہ دینی ہوگی، خصوصا وہ پروگرام جنہیں اس ماحول میں پروان چڑھنے والا ہر طالب علم انجام دیتا ہے، اور جن سے ہر طالب علم ابتدائی درجات سے لے کر انتہائی درجات تک گزرتا ہے۔

دوسرا محاذ، موثر ذرائع ابلاغ کا استعمال: اسلامی ثقافت کو مضبوط اور مؤثر بنانے کے لئے دوسرا محاذ ذرائع ابلاغ کا ہے، اس میں ریڈیو، اخبارات، ٹیلی ویژن اور نشر واشاعت کے دیگر وسائل شامل ہیں، افراد کی تعلیم وتربیت، عادات کی اصلاح اور دیگر تصورات وتخیلات کو پیدا کرنے میں یہ سب اہم کردار ادا کرتے ہیں، کسی بھی قوم کی ثقافتی زندگی کے بڑے حصہ پر یہی ذرائع ابلاغ چھائے ہوئے ہیں، اور اس وقت افراد امت کے قلوب ان کی زد میں ہیں، جب سے یہ وسائل عام ہوئے ہیں اور لوگوں پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا ہے، لوگوں کے رجحانات، میلانات اور افکار انہیں وسائل کے تابع ہوگئے، ہم جب تک ان وسائل پر تصرف کا حق واختیار نہیں حاصل کرلیتے اور ان کو اپنے مقاصد واغراض اور ضروریات کے مطابق استعمال کرنے کی حیثیت میں نہیں آجاتے اس وقت تک ہم اپنی نسل کو اس رنگ میں نہیں رنگ سکتے جو ہمارے دین، عقیدہ اور ثقافت کے مطابق ہو۔

دراصل اس کام کی ذمہ داری مسلم حکومتوں پر عائد ہوتی ہے، اور ان حکومتوں کے ذرائع ابلاغ کے وزراء کی یہ ذمہ داری ہے، اگر یہ لوگ واقعی اس ضرورت کی تکمیل کا جذبہ رکھتے ہوں اور امت مسلمہ کی اصلاح چاہتے ہوں تو پھر ان کے لیے مناسب تجویز یہ ہے کہ مخلص اور غیور اصحاب علم وفضل کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ایسے مسائل میں غور وخوض کے بعد فیصلہ کرے اور اپنے متعین کردہ اصولوں پر ذرائع ابلاغ کو چلائے اور جدید امور پر ذمہ داروں کو تعاون پیش کرے، اور یہ وزارتیں بھی کوئی فیصلہ کرتے وقت امت اسلامیہ کے آئندہ مصالح کا پورا خیال رکھیں۔

رسم ورواج کے نام پر خواتین کے حقوق کی پامالی

ہیما راول، اتراکھنڈ

ہندوستانی تہذیب بھی دنیا کی قدیم تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی تہذیبیں بتاتی ہیں کہ بر صغیر ہندوپاک ہزاروں سال پہلے نہ صرف معاشی اور سائنسی طور پر ترقی یافتہ تھا بلکہ سماجی اور نظریاتی طور پر بھی بہت امیر تھا۔ ظاہر ہے ایسے ترقی یافتہ معاشرے میں سب کو برابر کے حقوق حاصل رہے ہوں گے۔ وہاں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حقوق حاصل ہوتے رہے ہونگے۔ جہاں عورتوں کی بے حرمتی نہ ہوتی ہوگی بلکہ ان کا بھی احترام کیا جاتا رہا ہوگا۔ انہیں تہذیب وتمدن کے نام پر گھر کی چہار دیواری میں قید نہیں کیا جاتا رہا ہوگا۔ اب آتے ہیں موجودہ دور کی طرف۔ یہ وہ دور ہے جو معاشی اور سائنسی طور پر اس تہذیب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ آج ہندوستان نہ صرف دنیا میں ایک ترقی یافتہ معیشت والا ملک بن رہا ہے، بلکہ اس کے سائنسدانوں نے بھی اپنی پہلی کوشش میں چاند کے اس حصے پر قدم رکھ کر تاریخ رقم کی ہے جہاں امریکہ اور روس کے سائنسدانوں نے بھی کئی کوششیں کیں لیکن ناکام ہوگئے۔ اس نے اگر آسمان پر مریخ اور سورج تک اپنے جھنڈے گاڑ دیے ہیں تو زمین پر اتنی مضبوط معیشت والا ملک بن گیا ہے کہ آج دنیا کے تمام بڑے سرمایہ کار ہندوستان میں سرمایہ کاری کے خواب دیکھنے لگے ہیں۔ یہ بھارت کے مضبوط امیج کا ہی اثر ہے کہ اب اسے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنانے کا مطالبہ زور پکڑنے لگا ہے۔ ظاہر ہے کہ پوری دنیا میں ہندوستان کی اس مضبوط امیج کو بنانے میں خواتین کا بھی برابر کا حصہ ہے۔ صدر کے عہدے اور سائنسی شعبے سے لے کر اساتذہ اور سیلف ہیلپ گروپس کے ممبران کے ممبران تک خواتین نے گراں قدر تعاون کیا ہے اور آج تک کر رہی ہیں۔

لیکن اس ہندوستان کی ایک اور تصویر ہے جو اس کے دیہی علاقوں میں نظر آتی ہے۔ جو نہ صرف معاشی طور پر پسماندہ ہے بلکہ سماجی اور نظریاتی طور پر بھی تنگ نظر آتا ہے۔ جہاں خواتین کی ترقی کی وجہ سے معاشرے کے تانے بانے ٹوٹنے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ جہاں خواتین کا گھر میں رہنا اور حیض کے دوران کچن تک جانا بھی برا سمجھا جاتا ہے۔ میں کسی ایک گاؤں کی تہذیب کی بات نہیں کر رہی ہوں بلکہ اکیسویں صدی کے اکثر یہی ہندوستان کی بات کر رہی ہوں۔ جہاں گھر سے لے کر باہر تک لڑکیوں اور عورتوں کو روایت، ثقافت اور رسم ورواج کے طوق میں جکڑ کر رکھا جاتا ہے۔ جس کو اپنی مرضی کے مطابق کپڑے پہنے اور گھومنے پھرنے کی بھی آزادی نہیں ملتی ہے۔ ایسا ہی ایک دیہی علاقہ پہاڑی ریاست اتراکھنڈ کا گنی گاؤں ہے۔ اس گاؤں کی آبادی تقریبا 1646 ہے، جو باگیشور ضلع سے تقریبا 42 کلومیٹر کے فاصلے پر اور گروڑ ابلاک سے تقریباً 17 کلومیٹر دور واقع ہے۔ یہ گاؤں کئی لحاظ سے پسماندہ ہے۔ جس میں سب سے اہم خواتین اور نوعمر لڑکیوں کے تئیں معاشرے کی تنگ نظری ہے۔ جہاں انہیں ہر روز کئی پابندیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے گاؤں کی 37 سالہ دیپا دیوی کا کہنا ہے کہ اس گاؤں کی روایت ہے کہ کوئی بیوی اپنے شوہر کے سامنے کھانا نہیں کھاسکتی۔ چاہے وہ کتنی ہی بیمار ہو اور ڈاکٹر نے اسے وقت پر کھانا کھانے کو کیوں نہ کہا ہو؟ اسے اپنے شوہر کے بعد ہی کھانا کھانا ہوتا ہے۔ جو عورت اس پر عمل نہیں کرتی اسے غلط اور روایت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس کے لیے اسے نہ صرف طعنہ دیا جاتا ہے بلکہ ایسی خواتین کو معاشرے میں برا بھی سمجھا جاتا ہے۔ یہ معاشرے کی تنگ نظری کی عکاسی کرتا ہے۔ اس سلسلے میں گاؤں کی سرپنچ ہیما دیوی کا کہنا ہے کہ اگرچہ گنی گاؤں کے لوگ پہلے سے زیادہ پڑھے لکھے ہوگئے ہیں لیکن ان کی سوچ اب بھی وہی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ معاشرہ تعلیم یافتہ ضرور ہوا ہے لیکن بیدار نہیں ہوسکا ہے۔ نوعمر لڑکیوں کی نئی نسل نے تعلیم حاصل کرنا شروع کردی ہے لیکن وہ بھی اس قسم کی ذہنیت کے خلاف آواز اٹھانے کے قابل نہیں ہیں۔ حالانکہ معاشرہ اسے جائز پہچان اور روایت کی دلیل دیتا ہے۔ لیکن اس کی دلیل کسی بھی طرح ٹھوس اور مستند نہیں ہے۔ یاد رہے کہ گنی گاؤں میں شرح خواندگی 85 فیصد ریکارڈ کی گئی ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے معاملے میں اس گاؤں میں پہلے کی نسبت بہت بہتری آئی ہے۔ اب لڑکیوں کی شادی 12ویں پاس کرنے کے بعد ہی کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گاؤں کی نئی نسل بالخصوص لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تعلیم یافتہ معاشرے پر آج بھی تنگ نظر لوگ حاوی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی رسموں کے نام پر نوعمر لڑکیوں اور خواتین کے حقوق پامال کیے جاتے ہیں۔ ایسے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ موجودہ سماج میں بیداری مہم بھی چلانے کی ضرورت ہے۔ (چرخہ فیچرس)

حافظ وقاری کی ضرورت

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے شعبۂ تحفیظ القرآن کے لئے جو مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے احاطہ میں چلتا ہے ایک ایسے حافظ وقاری کی ضرورت ہے جو تحفیظ القرآن کے طلبہ کو عمدگی اور صحت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کرانے کی صلاحیت رکھتے ہوں پنج وقتہ نمازوں کی امامت اور رمضان المبارک میں امارت شرعیہ میں تراویح میں قرآن کریم سنا سکتے ہوں۔

خواہش مند حضرات اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست مع متعلقہ اسناد ۳۰رنومبر ۲۰۲۳ء تک ناظم مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے نام ارسال کرسکتے ہیں۔ بحالی انٹرویو کے ذریعہ ہوگی اور تنخواہ امارت شرعیہ کے مقررہ اسکیل کے مطابق دی جائے گی۔

محمد شبلی القاسمی
قائم مقام ناظم امارت شرعیہ
پھلواری شریف، پٹنہ

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نمایاں کارنامے

مولانا محمد الیاس گھمن

جب سے دنیا بنی ہے کائنات میں اتنی بڑی آزمائش نہیں آئی جتنی خاتم الانبیاء کی وفات کے دن پیش آئی۔ ارض وفلک دم بخود، آفتاب و ماہتاب اشکبار، حجر وشجر ساکت، جن وانس مضطرب، مدینہ طیبہ کے در و دیوار سے حزن وملال کی آہیں، اہل اسلام کا وہ کون سا فرد ہے جو حسرت ویاس کے عالم میں رنجیدہ خاطر نہ ہو کہ کائنات کے ہادی اعظم اور محسن اعظم نے پردہ فرمالیا، یعنی اللہ کے آخری نبی، رسول اور پیغامبر رفاقت اعلیٰ کے عہد کی پاسداری کے لیے لبیک کہہ کر اس جہاں سے کوچ فرما گئے۔ اللہ کے آخری نمائندے نے اپنے پہلے نمائندے کو اپنا اثاثہ، اپنا سرمایہ اور اپنی امت سپرد کردی۔ بیت اللہ کو بسانے والے نبی کے اہل بیت جاں بلب ہیں، صحابہ کرام رنج وگریہ کے عالم میں جدائی محبوب سے زمین میں گڑے جا رہے ہیں، سوگوار فضاء میں اسلام، اہل اسلام، اسلامی ریاست اور حالات کو سنبھالتے ہوئے افضل البشر بعد الانبیاء کی ایمان افروز، تسلی بخش اور مبنی برحقیقت صدا گونجی: لا یذیقک اللہ الموتتین ابدا آپ پر جو ایک موت آنی تھی سو وہ آگئی۔ اب دوبارہ (قبر میں) آپ کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ بلکہ حیات ہی حیات حاصل رہے گی۔ گویا ان الفاظ سے امت کو یہ تسلی دی کہ ہمارا اور نبوت کا رشتہ بالکلیہ ختم نہیں ہوا بلکہ آپ کی رحمت اور گناہگاروں کے لیے استغفار اور دعا والا سلسلہ جوں کا توں قیامت تک باقی رہے گا اور اس کے بعد محبوب کل جہاں کے رخ حسین تر؛ کی پیشانی مبارک سے حق وصداقت کے اعلان واظہار کے لیے اپنے لبوں سے خیرات حاصل کی۔ پرنم بوجھل پلکوں اور فراق یار سے معمور بوجھل سینے سے امت کی رہنمائی کے بوجھ کو اٹھانے کا عہد کیا۔ یہ عہد کرنے والے رسول اللہ کے پہلے خلیفہ، امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جس مقام پر چھوڑ کر گئے تھے اس مقام سے آپ نے آگے کا سفر شروع کیا۔ آپ کی زندگی حیات نبوت کی پرتو تھی، علم وعمل، تقویٰ وللّٰہیت، طور طریقے، عادات واخلاق، سلوک واحسان، ماہ وسال، سفر وحضر، نشیب وفراز، مد وجزر، مصائب وآسائش، جنگ وامن، الغرض ہر شعبہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرصع نگاری کے انمول شاہکار اور کمالات نبوت کے آئینہ دار تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت واقعہ فیل سے تین سال بعد 573ء میں ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ دو سال چند ماہ چھوٹے ہیں۔ امام زرقانی نے شرح المواہب میں لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ امام قرطبی کے بقول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ تجویز فرمایا، تاریخ کی کتب میں مذکور ہے کہ آپ کے والد ماجد ابوقحافہ کا نام "عثمان" تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا اور نسب مبارک اس طرح ہے۔ ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القرشی التیمی۔ جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ''ام الخیر سلمیٰ'' تھا، ان کا نسب مبارک اس طرح ہے۔ سلمیٰ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

حلیہ مبارک: تاریخ کی کتب میں آپ رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک کچھ اس طرح منظر کشی کی گئی ہے کہ آپ کا رنگ سفید، رخسار ہلکے ہلکے، چہرہ باریک اور پتلا، پیشانی بلند، مرقاۃ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہوئے فرمانے لگے کہ یارسول اللہ! میرے والد زمانہ جاہلیت میں مجھے صنم کدہ لے گئے اور بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے کہا یہ تمہارے خدا ہیں انہیں سجدہ کر۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ تو میں نے بتوں کو عاجز ثابت کرنے کیلیے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا: میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پتھر ہاتھ میں لیکر فرمایا میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ پھر بھی کچھ نہ بولا تو آخر کار میں پوری قوت سے اس کو پتھر مارا تو وہ منہ کے بل گر پڑا۔ عین اسی وقت میرے والد واپس آئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا کیا؟ میں نے کہا وہی جو آپ نے دیکھا۔ وہ مجھے میری والدہ کے پاس لیکر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اس بچے سے کچھ نہ کہو کہ جس رات یہ پیدا ہوا میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: اے اللہ کی بندی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے، آپ کے بچپن سے متعلق تاریخ الخلفاء میں ہے کہ ایک بار صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے جاہلیت میں شراب پی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ لوگوں نے کہا کیوں؟ فرمایا میں اپنی عزت وآبرو کو بچاتا تھا اور مروت کی حفاظت کرتا تھا۔ اس لئے کہ جو شخص شراب پیتا ہے اس کی عزت وناموس اور مروت جاتی رہتی ہے۔ جب اس بات کی خبر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے دو بار فرمایا سچ کہا ابوبکر نے سچ کہا۔

مقام نگاہ نبوت میں: آپ کا مقام نگاہ نبوت میں بہت بلند تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابوبکر کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو، صحیح مسلم میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھ کر صبح کی ہو؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہے جو آج جنازہ کے ساتھ گیا ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! وہ کون ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلا کر تسکین دی ہو؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ کون آدمی ہے جس نے آج کسی بیمار کی خبر گیری کی ہو؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں نے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ کام اُسی آدمی میں جمع ہوتے ہیں جو جنت میں جائے گا، قبول اسلام سے پہلے بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت عمدہ تعلقات تھے اور قبول اسلام کے بعد تو ساری زندگی آپ سے لمحہ بھر کے لیے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آج تک روضہ مبارکہ میں آپ کے پہلو میں ساتھ نبھا رہے ہیں۔

ہجرت: سیرت کی تمام معتبر کتابوں میں ہجرت کا واقعہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے بعض خوش نصیب افراد نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور اسلام قبول کرلیا لیکن اکثر اپنی سرکشیوں کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے رفقاء کار کو طرح طرح کی تکالیف دیتے چنانچہ اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم نازل ہوا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطر سفر میں اپنے رفیق سفر کا جب انتخاب فرماتے ہیں تو آپ کی نگاہ سیدنا صدیق اکبر پر جاکر ٹھہرتی ہے۔ اسی سفر میں وہ واقعہ بھی پیش آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہوگئے اور چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر غار ثور تک پہنچے۔ غار کی صفائی کی، آپ تین دن تک وہاں رہے۔ آپ کی بیٹی روزانہ لوگوں کی نظروں سے بچ بچا کر آپ کیلیے کھانا پہنچاتیں۔ دشمن آپ کی تلاش میں پیچھے پیچھے غار تک پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ اس کے قدم بھی دکھائی دینے لگے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم کے بارے میں خوف ہوا تو تسلی کے لیے قرآن کی آیات نازل ہوئیں مزید سیدنا صدیق اکبر کی صحابیت کا اعزاز بھی اپنے سینے پر تا قیامت نقش کردیا۔ اس غار میں وہ سانپ کے ڈسنے والا واقعہ بھی پیش آیا۔ جس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سیدنا صدیق اکبر کی ایڑھی پر لگایا۔

خلافت: سیرت حلبیہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اس لیے اتفاق کرلیا تھا کہ اس آسمان کے نیچے ابوبکر سے بہتر اور کوئی شخص نہیں تھا، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب "ازالۃ الخفاء" میں خلافت کے مفہوم پر نہایت ہی عمدہ اور لطیف بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے: ''حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام تھی اور آپ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تھے بعد بعثت آپ نے جن امور کا اہتمام کوشش بلیغ کے ساتھ فرمایا تمام کوششوں کا مرجع اقامت دین تھی علوم دین کا احیاء (قائم رکھنا اور رائج کرنا) علوم دین سے مراد ہے قرآن وسنت کی تعلیم اور وعظ ونصیحت، ارکانِ اسلام نماز، روزہ، حج وغیرہ کا قیام واستحکام، لشکر کا تقرر غزوات کا اہتمام، مقدمات کا انفصال، قاضیوں کا تقرر، امر بالمعروف (عمدہ افعال واوصاف کا حکم دینا اور ان کو رائج کرنا) ونہی عن المنکر (بری باتوں کو روکنا اور ان کا انسداد کرنا) جو حکام نائب مقرر ہوں ان کی نگرانی کہ پابندِ حکم رہیں اور خلاف ورزی احکام نہ کریں ان جملہ امور کا اہتمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس فرمایا اور ان کے انصرام کے واسطے نائب بھی مقرر ہوئے وعظ ونصیحت فرمائی، صحابہ کو ممالک میں وعظ ونصیحت کے واسطے بھیجا، جمعہ وعیدین وپنج وقتہ نماز کی امامت خود فرمائی، دوسرے مقامات کے واسطے امام مقرر کیے، وصول زکوٰۃ کے واسطے عامل مامور کیے، وصول شدہ اموال کو مصارف مقررہ میں صرف کیا، رویت ہلال کی شہادت آپ کے حضور میں پیش ہوئی اور بعد ثبوت روزہ رکھنے یا عید کرنے کا حکم صادر ہوتا، حج کا اہتمام بعض اوقات خود فرمایا بعض اوقات نائب مقرر کیے جس طرح ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج مقرر کرکے بھیجا، غزوات کی سپہ سالاری خود کی نیز اُمراء نائب سے یہ کام لیا گیا مقدمات ومعاملات کے فیصلے کیے گئے قاضیوں کا تقرر عمل میں آیا۔ وغیرہ گویا خدائی احکامات کو نبوی منہج کے مطابق نافذ کرنے کا نام خلافت ہے۔

خاندان نبی کا خیال: خلیفہ منتخب ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا بہت زیادہ خیال فرمایا۔ ان کی تمام معاشی ومعاشرتی ضروریات کو پورا کیا۔ یہ ایسی عظیم الشان حقیقت ہے کہ تاریخ اسلام پر لکھی جانے والی تمام معتبر کتب اس بات پر گواہ ہیں، امام ابن سعد نے طبقات اور امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین وتدفین سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت عام ہوئی۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شاندار فقید المثال خطبہ دیا۔

ریاستی ذمہ داریاں: تمام تاریخ نویسوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد ریاستی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ امن وآشتی، عدل وانصاف، خوشحالی وترقی گھر گھر تک پہنچائیں، معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کیے اور مدینہ منورہ کے ریاستی انتظامات جیسے عہد نبوی میں چلے آ رہے تھے ان کو بحال رکھا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار کارنامے ایسے ہیں جن پر دنیا رہتی دنیا تک ناز کرے گی۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مختلف ایسے فتنے رونما ہوئے جو اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اپنی توانیاں صرف کر رہے تھے۔ ان میں مدعیان نبوت کا فتنہ سرفہرست ہے۔ یمن میں اسود عنسی، یمامہ میں مسیلمہ کذاب، جزیرہ میں سجاح دختر حارث، بنو اسد وبنو طی میں طلیحہ اسدی نے نبوت کے دعویٰ داغ دیے۔ ختم نبوت کوئی معمولی مسئلہ نہ تھا کہ جس کے لیے مصلحت اختیار کرلی جاتی۔ بلکہ یہ تو اسلام کے اساسی وبنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اس لیے اس فتنے کے خلاف سیدنا صدیق اکبر نے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور لشکر اسلامی کو بھیج کر ان کا قلعہ قمع کیا، فتنہ مانعین زکوٰۃ نے سر اٹھایا اور کہا کہ ہم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا اختیار صرف رسول پاک کو تھا آپ کو نہیں۔ آپ نے اس فتنے کا پوری قوت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا اور برملا فرمایا کہ جو عہد نبوی میں زکوٰۃ دیتا تھا اور اب اگر اس کے حصے میں اونٹ کی ایک رسی بھی زکوٰۃ کی بنتی ہے وہ نہیں دیتا تو میں اس سے قتال کروں گا، اس کے بعد ہر سو کفار کی طرف سے جنگوں کی ابتداء ہوئی۔ عراق میں آپ نے سیدنا خالد بن ولید کی قیادت میں لشکر روانہ کیا۔ عراق کے بہت سے مضافات آپ نے فتح کیے۔ خورنق، سدیر اور نجف کے لوگوں سے مقابلہ ہوا۔ بوازیج، کلواذی کے باشندوں نے مغلوبانہ صلح کی۔ اہل انبار سے کامیاب معرکہ لڑا گیا، عین التمر میں اسلام کو غلبہ ملا، دومۃ الجندل میں اہل اسلام کامیاب ہوئے، اس کے بعد حمید، فضیح اور فراض پر اسلامی لشکر فتح ونصرت کے پھریرے لہراتے گئے۔ لشکر صدیقی نے شام میں رومیوں کو ناکوں چنے چبوائے، جمع قرآن کی خدمت بھی آپ کے مبارک دور کی یادگار ہے۔ قیامت کی صبح تک آنے والے ہر شخص پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان موجود ہے جتنے بھی لوگ قرآن پڑھتے رہے پڑھ رہے ہیں یا آئندہ پڑھیں گے ان کے ثواب میں سیدنا صدیق اکبر برابر کے شریک ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تصوف یعنی سلوک واحسان کے سلسلہ نقشبندیہ میں آپ کی حیثیت بہت قابل قدر ہے۔ آپ کی علمی خدمات بھی موجود ہیں چنانچہ ایک قول کے مطابق ایک سو بیالیس حدیثیں بہ روایت حضرت ابوبکر صدیق مروی ہیں۔ جن کو امام جلال الدین سیوطی نے ''تاریخ الخلفاء'' میں ایک جگہ جمع کردیا ہے، اُمت کو فقہی معاملات میں جو مشکلات درپیش تھیں آپ نے اُن کا حل تجویز کیا مثلاً میراث جدہ، میراث جد، تفسیر کلالہ، حد شرب خمر۔ وغیرہ۔

وفات: بالآخر وہ وعدہ وفا ہونے کا وقت آپہنچا کہ ہر ذی روح موت کا پیالہ ضرور پیے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانثار وفادار صحابی اور پہلا خلیفہ 13 ہجری جمادی الثانی کے ساتویں دن بیمار ہوئے اور 15 دن علیل رہ کر 22 جمادی الثانی مغرب اور عشاء کی درمیان فراق یار کو خیر باد کہہ کر وصال یار کے لیے عازم سفر ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وصیت اور تدفین: الشریعہ میں امام آجری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جب میں فوت ہوجاؤں تو مجھے روضہ رسول کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ آپ کا غلام آیا ہے اگر اجازت مل جائے تو وہاں دفن کرنا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا۔ تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وصیت کے مطابق آپ کی میت کو روضہ رسول کے سامنے رکھا گیا اور یوں عرض کی گئی: یارسول اللہ آپ کا غلام ابوبکر سامنے حاضر ہے۔ چنانچہ قبر مبارک سے آواز آئی محبّ کو محبوب تک پہنچادو۔ چنانچہ آپ کو روضہ رسول میں ہی دفن کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

صحابہ کرام کی امتیازی خصوصیات

مولانا شیخ محسن احسان رحمانی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ جماعت ہے، قرآنی تعلیمات کے عملی ترجمان اور پیغمبر علیہ السلام کے عملی تعارف ہیں، سب کے سب معیار حق اور حجت شرعیہ ہیں، ان کی لغزشیں مغفور عنہ ہیں، کلام اللہ کے کاتب اور احادیث نبوی کے راوی و مرتب بھی ہیں، امت و نبوت کے درمیان وہ اساسی واسطہ ہیں جن کے ذریعہ امت تک فیضانِ رسالت پہونچا، خدانخواستہ ان پر اعتماد نہ رہا تو اسلامی شریعت کا پورا ڈھانچہ زمین دوز ہوجائے گا۔

اسلام کے ان مخلص و رضا کار، سچے شیدائی و وفادار، دیانت و اخلاص کے تمام شکوک و شبہات سے بالاتر اصحاب کے قلوب میں خود باری تعالیٰ نے ایمان کو اُتارا ان کے قلوب میں اس کو مزین کیا، ان سے کفر و فسق اور عصیاں کو دور کیا، رُوئے سخن صحابہ کی طرف ہے ”اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے قلوب میں مرغوب کردیا اور کفر و فسق اور عصیاں سے تم کو نفرت دیدی ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل و انعام سے راہ راست پر ہیں“ (الحجرات) اللہ رب العزت نے صحابہ جیسا ایمان لانے کی ہدایت کی اور مخالفین کو خسارے میں کہا ”پھر اگر یہ لوگ بھی اس طرح ایمان لے آئے جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو وہ ہدایت یاب ہو جائیں اور اگر منھ پھیر لیں اور نہ مانیں تو وہ خسارے اور مخالفت میں ہیں“ (البقرۃ:۱۳۷) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد فرمایا: کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے متعلق دریافت کیا تو مجھے وحی ہوئی (حدیث قدسی) ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ آسمان کے ستاروں کے ہیں، روشنی میں اگرچہ کم و بیش ہیں مگر نور ہدایت ہر ایک میں ہے (مشکوۃ:۶۰۰۹)۔

سینکڑوں آیات و احادیث ہیں جن میں ان نفوس عالیہ کی عظمت و فضیلت کو بیان کیا گیا اور یہی دو براہین ہیں جن میں صحابہ رسول کے حسن و جمال کو دیکھا جائے گا اور یہی وہ بے داغ . آئینہ ہے جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا صاف کردار نظر آئے گا، تاریخ کے مشکوک و مصنوعی آئینہ میں نہیں، تولنے کے لیے تراز و مختلف ہوتے ہیں لکڑیاں بھاری بھر کم تراز و پر وزن کی جاتی ہے مگر ہیرے جواہرات کے لیے جوہری کی دکان پر لگا ہوا وہ نفیس ترازو ہی کام میں لایا جاتا ہے جہاں تولے، ماشے اور رتی تک کا انصاف ہوتا ہے، نام نہاد مؤرخین اور مفکرین نے تاریخ کے بودے حوالوں سے ان نفوسِ قدسیہ پر تنقید کر کے ملت اسلامیہ کے اذہان و قلوب میں تفریق و تنقیص کے جراثیم تحلیل کردیے اور تاریخ نویسی کے محاذ پر افتراء و کذب کی انتہاء کردی، شیعی گروہ نے ان اعلیٰ شخصیات پر جن کے دامن فرشتوں کے لیے مصلیٰ بن سکتے تھے ایسے الفاظ کہے جس کے اظہار کو نہ ضمیر گوارا کرتا ہے نہ دل، نہ زبان اور نہ ہی قلم، بعض ہوا پرستوں نے کاتب وحی، خال المسلمین، فاتح روم و شام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا، جن کی دیانت و امانت اور متعدد اوصاف حسنہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار دُعا مانگی کہ خدایا معاویہ بن رضی اللہ عنہ کو ہدایت دینے والا بنا، ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعہ دوسروں کو ہدایت دے (ترمذی:۲/۳۲۴) اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب سکھائیے اور انہیں عذاب سے بچا لیجئے (مجمع الزوائد: ۹/۳۵۶) اے اللہ! اس کو علم سے بھر دے (تاریخ الاسلام، ذھبی:۲/۳۱۹) عبد اللہ ابن مبارک جیسے بزرگ نے اس اعلیٰ ستودہ صفات کے حامل شخص کے بارے میں فرمایا حضرت معاویہ کے ناک کے سوراخ میں داخل ہونے والا غبار بھی حضرت عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے (البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۹) اسلامی تاریخ کے کم و بیش چالیس سال حضرت معاویہ سے وابستہ ہیں، ۱۹/سال سلطنت اسلامیہ کے فرمانروا کی حیثیت سے انہوں نے ملت کی قیادت کی، مملکت اسلامیہ کی حدیں ۶۴/لاکھ مربع میل (تقریباً نصف دنیا) تک جا پہنچی اور کرۂ ارض کو آغوشِ اسلام میں لے لیا، اہل السنّت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صحابہ کی شان میں بدگوئی، بد اعتقادی اور بدگمانی سب حرام ہے، یہ زندیقوں کا عمل ہے، علامہ ذہبیؒ نے اپنی ”کتاب الکبائرؒ“ میں الکبیرۃ السبعون سب احد من الصحابة (سترواں کبیرہ گناہ: صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو برا کہنا) کا عنوان قائم کیا ہے اور متعدد احادیث کی روشنی میں واضح طور پر ثابت فرمایا ہے کہ حضرات صحابہ کی شان میں معمولی گستاخی بھی بدترین گناہ اور سنگین جرم ہے (کتاب الکبائر ذھبی)۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار و مہاجرین کی مغفرت کی دعا مانگی ”اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، پس! انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما“ (متفق علیہ) اور اللہ تعالیٰ نے مغفرت بھی فرمادی، جنت کا مژدہ سنایا گیا پھر کیسے ان سب تن پاک کو پنج تن پاک پر منحصر کیا جاسکتا ہے اور کیوں ان متبرک حضرات پر دریدہ دہنی، الزام تراشی نکتہ چینی، اللہ رب العزت نے صحابہ عظام کے لیے کہے گئے برے الفاظ قائلین ہی کی طرف منسوب کیئے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے صحابہ جیسا ایمان لاؤ تو کہنے لگے کہ ہم بیوقوفوں جیسا ایمان لائیں؟ خبردار! یہی لوگ بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں (البقرۃ:۱۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو برا کہنے والوں پر لعنت بھیجنے کا حکم فرمایا ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کے بارے میں برا کہہ رہے ہیں تو کہو! اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے“ (ترمذی:۳۰۸۱) اہلسنت والجماعت کا ہر فرد سلام کرتا ہے ان کے پاکیزہ جذبوں کو، داد دیتا ہے ان کے آہنی حوصلوں کو اور رشک کرتا ہے ان کے بصیرت افروز واقعات پر کہ انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خاطر صحراؤں اور دریاؤں میں عشق و مستی اور سرفروشی کے ساتھ حق طلبی کے لیے فراعنۂ وقت کی گردنوں پر ضرب کلیمی رسید کر کے عزم و وفا کی راہ میں اپنے خونِ جگر سے ایثار کے دیپ چلائے، حضرت حنظلہ، انس بن نضر اور ابودجانہ جیسے کتنے ہی فرزانوں نے شوق شہادت میں عروسی لمحات، عہدے و مناصب، آسودگی و شکم پروری کے جملہ ذرائع کو مسترد کردیا اور اس فانی و عارضی کیف و مستی کے محدود لمحوں کے عوض، حقیقی اور دائمی مسرتوں کا زمانہ حاصل کرنے کے لیے نفسانی مراحل سے نکل کر روحانی زندگی کے انمٹ و لازوال راحتوں کے سفر پر روانہ ہوگئے اور قید حیات سے آزاد ہو کر خلدِ بریں کو چل دیئے۔

اس سے بڑھ کر بھی بھلا کوئی فضیلت ہوگی
آیتیں جن کی اداؤں پہ اُتاری جائیں

بچوں پر کارٹون کے منفی اثرات

مفتی محمد ندیم قاسمی

بلاشبہ اولاد، والدین کے پاس ایک عظیم نعمت، قیمتی سرمایہ اور ایک اہم ترین امانت ہے، اگر ان کی حفاظت کی جائے، خیر و بھلائی اور اخلاق حسنہ کا عادی بنایا جائے، اچھی تعلیم و تربیت سے ہمکنار کیا جائے تو وہ فرشتہ صفت انسان، ولی کامل اور وقت کے قطب بن سکتے ہیں، لیکن اگر اسے نظر انداز کیا جائے اور جانوروں کی طرح صرف اس کی جسمانی ساخت کی فکر کی جائے تو وہ بہیمانہ صفات کے حامل، سماج کے لئے ایک ناسور، والدین کے لئے دردسر اور ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ بن سکتے ہیں اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ما نحل والدٌ ولده من نحل افضلَ من ادب حسنٍ“ (کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا) یہی وجہ ہیکہ ان دشمنان اسلام نے اسلام کو مٹانے کے لئے نسل نو کو ہی نشانہ بنایا جس کے لئے انہوں نے میڈیا کا سہارا لیا، اس میڈیا نے نسل نو کے جذبات کو غلط رخ دینے کے لئے طرح طرح کے حربے آزمائے اور فحاشی و عریانیت کا وہ طوفان برپا کیا کہ الامان الحفیظ! اور سیٹلا ئٹ چینلز کی شکل میں ایسا جال بچھایا گیا جس نے بے حیائی اور بے شرمی کے تمام دروازے کھول دئے، فحاشی و عریانیت کو ایک حسین شکل میں پیش کیا گیا اور مستزاد یہ کہ نسل نو کی عقلوں کو بگاڑنے، دلوں میں فساد پیدا کرنے، آنکھوں سے حیا کا پردہ ہٹانے اور دینی اقدار کو ختم کرنے کے لئے کارٹون چینلز کو ایجاد کیا گیا، جس میں بظاہر بچوں کے لئے تفریح طبع کا سامان ہے، لیکن پس پردہ اپنے اندر فساد عظیم لئے ہوئے ہیں اور والدین نے بھی اسے بچوں کے لئے بے ضرر اور بچپن کی ضرورت سمجھ لیا ہے، والدین یہ سوچ کر کہ بچے کے گلی میں کھیلنے سے بہتر ہیکہ وہ ہماری نظروں کے سامنے رہ کر گھر میں کاٹون دیکھے، جب کہ اس سے بچے کے ذہن و جسم پر اور اسلامی تہذیب و ثقافت اور اخلاق پر منفی اثر مرتب ہورہے ہیں۔

1۔ کارٹونس کے ذریعہ بچوں کے عقائد پر حملے ہورہے ہیں کیونکہ کہ اکثر کارٹونس میں باطل مذہب کی ترجمانی ہوتی ہے مثلاً کسی میں جادوگروں کی جادوگری اور اس کی اثر انگیزی کو دکھلایا جاتا ہے، کسی میں یہ دکھلایا جاتا ہے کہ کسی بت کی پوجا کرنے سے وہ مشکل دور ہوگئی کسی کارٹون میں درخت وغیرہ کو آفات و حوادث سے حفاظت کرنے والے کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے کسی میں صلیب اور بت وغیرہ کے ذریعہ قلبی طمانیت اور راحت حاصل ہوتے ہوئے دکھلایا جاتا ہے، کسی میں گرجا گھروں اور بت کدوں میں کئے جانے والے شرکیہ اعمال اور پس پردہ اس کے فوائد بھی دکھلائے جاتے ہیں، بچوں میں چونکہ صفت انفعالیت غالب ہوتی ہے اس لئے وہ بہت جلد وہ اس سے اثر کو قبول کر لیتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے متعلق منفی رجحانات پیدا ہونے شروع ہوجاتے ہیں(2) بہت سے کارٹونس میں لڑتے جھگڑتے، مار پیٹ کرتے دکھایا جاتا ہے جس سے جہاں بچوں میں سختی، تند خوئی پیدا ہوتی ہے تو وہی دوسری طرف ہمدردی اور خدمت خلق کا مادہ، دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر مدد کرنے کا مزاج ختم ہو جاتا ہے(3) کارٹونس کو ایسے لباس میں پیش کیا جاتا ہے جو بالکل غیر اسلامی اور شرم و حیاء سے عاری ہوتے ہیں اور ایسے نازیبا حرکات کو دکھایا جاتا ہے جو حیاء سے فروتر ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر بچہ بھی ان کی نقالی کرنے لگتا ہے(4) بہت سے کارٹونس میں جرائم کرنے اور ان کے برے انجام سے بچنے، اسی طرح جھوٹ بول کر بچنے کے مناظر دکھلائے جاتے ہیں جن سے بچوں میں جرم کرنے اور جھوٹ بولنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے(5) وقت کا ضیاع؛ بچوں کا جو وقت زبانی، تخلیقی، فنی، اور سماجی صلاحیتوں کے پروان چڑھنے کا تھا، اب اس کا یہ وقت بے کار کارٹونوں کی نذر ہو جاتا ہے(6) American acadmy of child نے اپنی ایک تحقیقی رپورٹ میں یہ پیش کیا کہ ایسے بچے جو کارٹون دیکھتے ہیں وہ بے حس ہو جاتے ہیں، دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر انہیں کوئی احساس تک نہیں ہوتا، نیز ایسے بچے جو مسلسل تشدد کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کا رویہ انتہائی متشدد اور وہ ضدی ہوجاتے ہیں اپنے مسائل کا حل تشدد کی راہ ہی میں مضمر سمجھتے ہیں(7) ایسے بچے جسمانی، ذہنی، اور تعلیمی نشو نماء میں پیچھے رہتے ہیں(8) بعض کارٹونس ایسے ہوتے جن میں بڑوں کی اور والدین کی توہین اور ان کے ساتھ بیہودہ مزاق و بد تمیزی کرتے دکھایا جاتا ہے جس سے بچوں میں اکرام مسلم اور عظمت والدین کے بجائے نافرمانی اور ہٹ دھرمی ان کے ذہن میں پیوست ہوجاتی ہے۔

اس لئے اب والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے فرمان ”یا ایها الذین امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا“ کو مدنظر رکھ کر اپنے بچوں کی تربیت اور ان کی شخصیت سازی کی فکر کریں، انہیں احکام الہی، سنت نبوی اور صحابہؓ کے قصے بتائیں، والدین کو چاہئے وہ بچوں کے ساتھ مناسب وقت گزاریں، ٹی وی کے سپرد کر کے خود کو بری الذمہ نہ سمجھیں، اور ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔ (بقیہ صفحہ:۱۴/ پر)

Scanned with CamScanner

بزرگوں کا احترام کیجئے

عابد حسین راتھر

اکثر کہا جاتا ہے کہ زندگی کسی استاد سے کم نہیں ہے۔ زندگی کے تجربات ہمیں ایسے سبق سکھاتے ہیں جو نہ کسی درسگاہ میں اور نہ ہی کوئی استاد ہمیں سکھا سکتا ہے۔ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان کے علم وعقل میں بھی پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کو زندگی کے تجربات سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ یہی ایک بنیادی وجہ ہے کہ اکثر معاملات میں ہمارے بزرگوں کے فیصلے عموماً صحیح ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ماضی کے تجربات سے اپنے حال کے حالات واقعات کا صحیح تجزیہ کرکے ہی کوئی فیصلہ لیتے ہیں۔ اسی حقیقت کے باعث ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ہمارے قوم کا ایک عظیم سرمایہ ہے جن کی قدر کرنا ہم سب کا بنیادی فرض ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ لیکن آج کے دور میں ہم اپنی زندگی کی مصروفیات میں اتنے الجھ گئے ہیں کہ ہم اپنے بزرگوں کی طرف بہت کم دھیان دیتے ہیں اور ہمارے بزرگوں کو آج کل اُتنی عزت نہیں ملتی ہے اور نہ ہی ان کا اُتنا احترام کیا جاتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس کے برعکس ہم اپنے بزرگوں کی اہمیت وافادیت کو نظرانداز کرکے ان کا خیال رکھنے میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہم سب کا سماجی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم اس بات کا خاص خیال رکھیں، وقت گزرنے کے ساتھ انسان کی عمر جتنی بڑھتی ہے اتنا ہی وہ جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور پڑ جاتا ہے اور اس کو اتنے ہی جسمانی، ذہنی اور جذباتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا قدرتی طور پر ہمارے معاشرے کے معمر اور بزرگ افراد کو بہت سارے جسمانی، ذہنی اور معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو حل کرنے کیلئے انہیں تو جوان طبقے کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام مسائل کو حل کرنے میں ہم اپنے بزرگوں کی مدد کریں تو ہمیں چاہئے کہ ہم پہلے ان کے تمام مسائل کو جاننے کی کوشش کریں اور پھر ان مسائل کو سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ ہمیں ان کی مدد کرنے میں آسانی ہوں۔ عمومی طور پر ہمارے معاشرے کے بزرگ افراد کو درج ذیل مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جسمانی کمزوری: عمر گزرنے کے ساتھ انسان جسمانی طور پر کمزور ہو جاتا ہے لہذا اس کو چلنے پھرنے اور اُٹھنے بیٹھنے میں دشواری پیش آتی ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے روزمرہ کے کاموں کو انجام نہیں دے سکتا ہے۔ ایسے حالات میں انسان اپنی بنیادی ضروریات جیسے کھانا، پینا، خود کو صاف ستھرا رکھنا وغیرہ کیلئے دوسروں پر منحصر رہتا ہے۔

طبعی مسائل: بزرگی کے ایام میں انسان مختلف جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ڈھلتی عمر کے ساتھ ساتھ انسانی نظامِ مدافعت کمزور پڑ جاتا ہے لہذا وہ مختلف انفکشوں کا شکار ہو سکتا ہے اور متعدد بیماریاں اس پر حملہ آور ہو سکتی ہے۔ معمر افراد اکثر جسمانی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہیں زیادہ چوٹ لگنے اور گرنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

تنہائی اور اکیلاپن: معمر اور بزرگ افراد اکثر تنہائی اور اکیلاپن محسوس کرتے ہیں۔ گھر کے باقی افراد اپنی مصروفیات کی وجہ سے اپنے بزرگوں کے ساتھ بہت کم وقت گزارتے ہیں اور اپنے بزرگوں کے ساتھ وقت گزارنے سے انہیں بوریت محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ بزرگ افراد پرانے خیالات کے ہونے کی وجہ سے غیر دلچسپ ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ اپنا خالی وقت سوشل میڈیا، دوستوں اور باقی مشغلوں کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں تو نتیجتاً ہمارے بزرگ اکیلاپن محسوس کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کئی ذہنی بیماریوں اور ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں۔

ذہنی کمزوری اور کمزور یاداشت: جب انسان جوانی کے مرحلے سے گزر کر بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے تو وہ دوبارہ ذہنی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی اس کی یاداشت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ لہذا اس کو چیزوں کو سمجھنے میں اور انہیں یاد کرنے میں وقت لگتا ہے۔ اس بات کا دھیان رکھ کر ہمیں ہمیشہ بزرگوں کے ساتھ معاملہ آرائی میں صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے۔

سرکاری دفاتر پر امداد کی ضرورت: آج کے جدید دور میں اکثر دفاتر، بنکوں، ہسپتالوں اور باقی اداروں میں کمپیوٹروں کے ذریعے جدید طرزِ عمل پر کام ہوتا ہے جس سے ہمارے معاشرے کے اکثر بزرگ افراد لاعلم ہوتے ہیں۔ لہذا وہ جب بھی کسی کام کی وجہ سے کسی دفتر، بنک یا اسپتال کا دورہ کرتے ہیں تو انہیں وہاں بہت ساری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ تذبذب کا شکار ہو کر متحیر محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح انہیں دفاتر کے ملازمین کی بات سننے اور سمجھنے میں دشواری پیش آسکتی ہے۔ ایسے مواقع پر انہیں سخت مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

چلنے پھرنے میں مشکلات: جسمانی ناتوانی کی وجہ سے بزرگ حضرات کو چلنے پھرنے میں اکثر دشواریاں پیش آتی ہے۔ انہیں سفر کرنے، سیڑھیاں چڑھنے، سڑک پار کرنے اور ایسے ہی کئی مواقع پر بہت سارے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی کبھار انہیں کھڑا ہونے یا بیٹھنے میں مدد کی ضرورت ہوتی ہے ایسے مواقع پر انہیں آمدورفت کے ذرائع اور کئی دوسری طرح کے امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔

بزرگ اور معمر افراد کی مندرجہ بالا ضروریات کو جاننے اور سمجھنے کے بعد معاشرے کے ہر ذی حس فرد پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر طرح سے ان کی مدد کرے، ان کی عزت کرے، ان کے ساتھ وقت گزارے اور ان کی قدر کرے تا کہ وہ خود کو سماج سے الگ تھلگ نہ سمجھے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ ہم مختلف اوقات میں کس طرح سے اپنے بزرگوں کی مدد اور عزت کر سکتے ہیں جس کے وہ مستحق ہیں،

معاشی امداد: بڑھتی عمر کے ساتھ انسان کے معاشی معاملات پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کی معاشی حالت کمزور ہو جاتی ہیں۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم انہیں معاشی معاملات منظم کرنے میں ان کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی معاشی مدد کرے اور انہیں مختلف اقسام کے گھوٹالوں سے خبردار کریں۔ باقی لوگوں کی طرح بزرگوں کی بھی کچھ بنیادی ضروریات ہوتی ہیں جنہیں پورا کرنے میں ہمیں ان کی معاشی امداد کرنی چاہیے۔

محفوظ اور قابلِ رسائی رہائش: اکثر بزرگوں کے لئے ان کے رہائشی حالات کو محفوظیت اور دسترس پذیری کے لئے ترتیب دینے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے سیڑھیوں کے ساتھ جنگلا لگانا، ڈھلوان کے لئے ریمپس کی فراہمی، باتھ روم میں حفاظتی تدابیر وغیرہ۔ ان کے کمروں اور مکانات کی باقاعدہ طور پر جانچ پڑتال کرنی چاہیے۔ ان چیزوں سے ان کی روزمرہ زندگی آسان اور حادثات سے محفوظ رہے گی۔ آج کل کے معاشروں میں بزرگوں کو اکثر بوجھ سمجھا جاتا ہے اور انہیں گھر سے بے گھر کیا جاتا ہے۔ ان معاملات پر سختی سے غور کرنے کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی ان چیزوں کے خلاف سخت قوانین بنانے کی ضرورت ہے تا کہ ہمارے بزرگ بے گھر ہونے سے محفوظ رہیں۔

جذبۂ احساس اور ہمدردی: بڑھاپے میں انسان عام طور پر تنہائی اور علیحدگی جیسے چیلنجز کا سامنا کرتا ہے۔ بزرگوں کے ساتھ وقت گزارنا، بات چیت کرنا، اور ہمدردی کرنا ان کی ذہنی صحت کو بہتر بنا سکتا ہے اور انہیں احساس دلا سکتا ہے کہ وہ ہمارے لیے انمول ہے۔ آج کل اکثر لوگ سوشل میڈیا پر زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم وہ وقت اپنے بزرگوں کے ساتھ گزاریں تا کہ وہ اکیلاپن محسوس نہ کریں اور خاندان کے باقی افراد کے ساتھ خود کو متحد اور یکجا محسوس کریں۔

تکنیکی امداد: ہمارے بزرگ حضرات جدید ٹیکنالوجی اور جدید آلات کو استعمال کرنے سے ناواقف ہوتے ہیں جبکہ اکثر سرکاری دفاتر اور بنکوں میں آج کل جدید طرز پر کام کاج کیا جاتا ہے اور جدید آلات جیسے کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بزرگوں کو ان چیزوں سے واقف کرائیں اور جدید آلات جیسے اسمارٹ فون اور کمپیوٹر چلانے میں ان کی مدد کریں۔ انہیں سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارموں سے واقف کرانا چاہئے تا کہ وہ بھی اپنے دوستوں، رشتہ داروں سے جڑے رہیں۔

انہیں غور سے سنئے: اپنے بزرگوں کی عزت اور احترام کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کی کہانیوں، تجربات، اور مشوروں کو غور سے سنیں۔ ان سے بات چیت کرتے وقت انہیں توجہ سے سنیں، کیونکہ بزرگ افراد کو زندگی کا تجربہ ہوتا ہے اور ان کے مشوروں سے ہم اپنی زندگی کی مشکلات دور کر سکتے ہیں۔ انہیں غور سے سننے اور انہیں توجہ دینے سے وہ عزت واحترام محسوس کرے گے اور ہمیں بھی زندگی گزارنے کا تجربہ حاصل ہوگا۔

حفاظتی انتظامات کا خیال رکھیں: بزرگ افراد کی اکثر طبیعت ناساز رہنے کی شکایت رہتی ہے لہذا ان کی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور ان کا روزانہ طبی معائنہ کروانا چاہئے اور ان کے لئے ضروری ادویات فراہم رکھنی چاہئے۔ جسمانی ورزش اور متوازن غذا ان کی صحت کیلئے بہت ضروری ہے لہذا ان کی صحت کیلئے ان چیزوں پر دھیان دینا ضروری ہے۔

امداد اور اعانت کی پیشکش: اپنے روزمرہ کے کام کاج میں بزرگ افراد کو ہمیشہ مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے بازار سے سامان لانا ہو یا طبی معائنے کیلئے ہسپتال جانا ہو یا وہاں سے دوائی لانی ہو، ان تمام کاموں میں مدد کی پیشکش کرنے سے بزرگ افراد عدم تحفظ سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور پرسکون زندگی گزار سکتے ہیں۔ ان مواقع پر ان کی مروّت کرنے سے وہ پریقین رہتے ہیں کہ ہم ان کا بھرپور خیال رکھتے ہیں۔

رائے کا احترام کریں: بزرگ افراد کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی آزادی کا خیال رکھنا اور ان کے فیصلے اور رائے کا احترام کرنا بھی ضروری ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا اہم ہے کہ ہماری وجہ سے ان کی آزادی میں کوئی مداخلت نہ ہو اور وہ اپنے حساب سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ساتھ ہی ہر ایک معاملے میں ان کی رائے کا احترام کرنا ضروری ہے۔ ہر وقت ان کے فیصلے میں مداخلت کرنے سے وہ بے عزتی محسوس کرتے ہیں۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ مختلف معاملات میں بزرگ افراد کا نقطہ نظر ہم سے الگ ہوتا ہے۔ ایسے معاملات میں ان کے نظریئے کی قدر کرنی چاہئے اور ان کے نظریہ کو قطعی طور پر مسترد کرنے کے بجائے ان کے ساتھ احتراماً ایک معنی خیز مباحثہ کرکے ان کو سمجھا کر باہمی طور پر کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔

انہیں مختلف سرگرمیوں میں مشغول رکھئے: بڑھاپے میں تنہائی، اکیلاپن اور علیحدگی کا احساس ایک پیچیدہ مسلہ ہوتا ہے۔ لہذا اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بزرگ افراد کو مختلف مشاغل اور سرگرمیوں میں مشغول رکھیں۔ انہیں شادیوں، خاندانی دعوتوں اور سماجی اجتماعات میں مدعو کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی تعطیلات ان کے ساتھ گزاریں اور انہیں مختلف سیاحتی مقامات کی سیر کروائیں تا کہ انہیں تنہائی اور علیحدگی کا احساس نہ ہو اور ایسے روابط سے انہیں ہماری رفاقت کا احساس ہوگا۔ ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ بزرگ افراد کو کھانے پینے کے علاوہ ہمارے دھیان اور ہمارے وقت کی اہم ضرورت ہوتی ہے۔

مضمون کے اختتام پر یہ کہنا ضروری ہے کہ بزرگوں کی عزت واحترام سے ہی ہم ایک ہمدردانہ، عزت دار، ترقی یافتہ اور جامع معاشرے کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے ہمارے معاشرے کی تہذیب وتمدن کی تعمیر وتشکیل اور ترقی میں ایک اہم رول ادا کیا ہے لہذا ہمارا فرض ہے کہ بزرگی کے ایام میں ہم ان کی عزت واحترام کریں جس کے وہ مستحق ہیں۔ مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کرنے سے ہم اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایک باعزت اور خوشحال زندگی گزار رہے ہیں اور بدلے میں ان کی حکمت اور ان کے تجربے ہمیں ان گنت طریقوں سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور ایک مضبوط معاشرے کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس بات پر ہمیشہ دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہمارے بزرگوں کی عزت واحترام اور قدر کی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

بقیہ: اسلامک فقہ اکیڈمی......

اصولِ شریعت کے مطابق ہے اور مضاربت کی معروف شکل کی طرح یہ بھی جائز ہے (2) کمپنی کے نقد اثاثے اور ٹھوس اثاثوں کی قیمت کا اندازہ لگا کر نفع ونقصان متعین کرنے کو "تخصیصِ تقدیری" کہتے ہیں، جو آج کل غیر سودی مالیاتی اداروں میں مروّج ہے اور یہ جائز ہے (3) شخصِ قانونی کا تصور اصولِ شریعت کے خلاف نہیں، اس لیے کمپنی کو شخصِ قانونی کا درجہ دیا جانا درست ہے اور اس کا مُضارِب یا ربُّ المال کی حیثیت سے معاملہ کرنا درست ہے (4) مالیاتی ادارہ یا فرد کے ساتھ مل کر کسی چیز کو خریدنے اور اس کے بعد شریک کے حصہ کو کرایہ پر لینے اور ساتھ میں مزید رقم ادا کر کے رفتہ رفتہ اس کے حصہ کا مالک بن جانے اور ملکیت کے تناسب سے کرایہ کے کم ہوتے رہنے کا معاہدہ کر کے اس کے مطابق معاملہ کرنا، جس کو موجودہ غیر سودی مالیاتی اداروں کی اصطلاح میں "شرکتِ متناقصہ" کہتے ہیں، جائز ہے (5) غیر سودی مالیاتی اداروں میں مرابحہ کی رائج یہ شکل جس میں ادارہ مطلوبہ سامان کی خریداری کے خواہش مند کو ہی اپنی طرف سے کسی متعینہ جگہ سے خریدنے کا وکیل بنا دیتا ہے اور خواہش مند ادارہ کی رہ نمائی کے مطابق خرید کر رسید اپنے نام سے بنوالیتا ہے اور اس کے بعد ادارہ کو اطلاع دے کر اس سے اپنے لیے ادھار خریدنے کا معاملہ کر لیتا ہے تو یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے (6) جن کمپنیوں کا اصل کاروبار حلال ہو؛ لیکن کمپنی جزوی طور پر حرام کاروبار میں بھی ملوث ہو اور حرام کاروبار میں لگنے والا سرمایہ کمپنی کے کل سرمایہ کے ایک تہائی سے کم ہو تو ایسی کمپنیوں کے شیئر خریدنے کی گنجائش ہے، بہ شرطے کہ کمپنی کی حرام سرمایہ کاری کے خلاف بقدر استطاعت اپنا اختلاف درج کرا دے اور اس حرام سرمایہ کاری سے حاصل شدہ نفع کو صدقہ کر دے۔

بقیہ: بچوں پر کارٹون کے ....

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان حیاسوز اور مخرب اخلاق چینلو پر سرکاری طور پر پابندی عائد کردے۔ خطباء اپنے خطبوں میں، علماء اپنے علمی مواعظ میں اور مضمون نگار اپنے اپنے مضامین میں اس کے نقصانات کو امت کے سامنے پیش کریں۔ اس لئے کہ جس قوم کی نسل نو تباہ ہو جائے اور ان سے روح ایمانی ختم ہو جائے تو وہ قوم اپنی ظاہری ترقی کے باوجود مردہ ہو جاتی ہے، علامہ اقبال نے کہا تھا:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر — ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

ڈاکٹر امام اعظم بھی چل بسے

بیسویں صدی کی اخری دو دہائیوں میں دربھنگہ کے ادبی افق پر جو قلم کار ابھر کر سامنے ائے اور اپنی علمی وادبی، ثقافتی اور تنقیدی صلاحیت وبصیرتا ور جوہر پاروں سے دنیائے علم وادب میں ممتاز مقام حاصل کیا، ان میں ایک بڑا نام جناب ڈاکٹر امام اعظم کا ہے، افسوس ہے کہ وہ اچانک 23 /نومبر 2023 کو نشاط شہر کلکتہ میں داغ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ،ڈاکٹر امام اعظم 20 /جولائی 1960ء کو ضلع دربھنگہ کے محلہ گنگوارا میں پیدا ہوئے، ان کے والد ماجد محمد ظفر المنان ظفر فاروقی نے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دی، جس کے نتیجے میں وہ ایم اے اردو فارسی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ تک جا پہنچے اور علم وادب کی دنیا میں شہرت ومقبولیت پائی، انہوں نے درجن بھر تحقیقی وتنقیدی کتابیں اور مضامین لکھے اور شہرت کے بام عروج پر پہنچے، اس لیے ان کی زندگی ہی میں کئی اصحاب قلم نے ان کے فکر وفن کردار وعمل اور کارناموں پر کتابیں لکھیں جنہیں علمی وادبی حلقے میں پسند کیا گیا، مرحوم ادھر پچھلے 11 برسوں سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے ریجنل ڈائریکٹر تھے، جہاں اپنے فنی پاروں سے تشنگان ادب کو سیراب کر رہے تھے، ان کی کئی کتابوں پر ہفتہ وار نقیب پٹنہ میں تبصرے اور تجزیے بھی شائع ہوئے، بہر حال ان کا امارت شرعیہ، بہار اڈیسہ وجھارکھنڈ اور یہاں کے اکابر سے بڑا گہرا و عقیدت مندانہ تعلق تھا، اسی نسبت سے کبھی کبھار پٹنہ بھی تشریف لاتے جہاں ان سے ملاقات اور زیارت کا شرف ہو جایا کرتا تھا، ان کے وصال پر امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران وکارکنان نے دلی رنج وغم کا اظہار کیا اور اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ بلاشبہ ان کے وصال سے ایک بڑا علمی وادبی خسارہ ہوا اور علم وادب کے شناور اپنے ایک محسن ادیب اور شگفتہ نگار شاعر اور استاد سے محروم ہو گئے، زندگی نے وفا کی تو ڈاکٹر صاحب مرحوم پر نقیب میں ایک تفصیلی مضمون شائع ہوگا ان شاء اللہ، اس وقت قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے لیے دعاء مغفرت کریں، اللہ رب العزت انہیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے۔ یہ اطلاع مولانا رضوان احمد ندوی نے دی ہے۔

ضرورت ہے

وفاق المدارس امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کو ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے، جو وفاق کے دفتری امور کی انجام دہی کے ساتھ ملحق مدارس کا تعلیمی جائزہ لے سکتے ہوں، اور کمپیوٹر سوشل میڈیا اور اس کے متعلقات سے پوری واقفیت رکھتے ہوں۔

خواہش مند حضرات اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست اسناد کی عکسی کاپی کے ساتھ ۳۰ر نومبر ۲۰۲۳ء تک دستی یا بذریعہ ڈاک وفاق المدارس امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نام ارسال کر سکتے ہیں، بحالی انٹرویو کے بعد ہوگی۔

محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ
نائب ناظم امارت شرعیہ

اعلان مفقود الخبری — **اعلان مفقود الخبری** — **اعلان مفقود الخبری**

معاملہ نمبر ۳۰۶ر۲۵۳۲۸ر۱۴۴۴ھ

آسیہ خاتون بنت محمد کلام صدیقی، مقام ناصری گنج، ای، ایس، آئی کالونی، ڈاکخانہ داناپور، ضلع پٹنہ......فریق اول

بنام

اظہار احمد ولد محمد خلیل احمد، مقام تیوریا، ڈاکخانہ پورواں، ضلع اناؤ (اتر پردیش)..........فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول آسیہ خاتون بنت محمد کلام صدیقی نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے ۴ کی بنیاد پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵ر جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۹ر دسمبر ۲۰۲۳ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۶۹ر۱۸۴۸ر۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ نزد جامع مسجد، ارریہ)

بی بی ناصرین بنت محمد صدیق، مقام کملدا ہا وارڈ نمبر ۴، ڈاکخانہ وبلاک کرسا کانٹا، ضلع ارریہ......فریق اول

بنام

محمد تنزیر ولد محمد ادریس، مقام کملدا ہا وارڈ نمبر ۴، ڈاکخانہ وبلاک کرسا کانٹا، ضلع ارریہ..........فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول بی بی ناصرین بنت محمد صدیق نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ نزد جامع مسجد، ارریہ میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷ر جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز اتوار پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۹ر۱۸۱۸ر۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا، مغربی چمپارن)

نور جہاں خاتون بنت سراجل میاں مرحوم، مقام وڈاکخانہ ڈمری، بلاک رام نگر، ضلع مغربی چمپارن..........فریق اول

بنام

شاہد حسین عرف دھرم بیر سونی ولد جٹا شنکر سونی، مقام سنار پٹی، رام نگر، ڈاکخانہ رام نگر، ضلع مغربی چمپارن۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نور جہاں خاتون بنت سراجل میاں مرحوم نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا، مغربی چمپارن میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷ر جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۲۰۲۳ء بروز اتوار آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۴ر۶۰۳ر۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بردونی، ضلع سمستی پور)

انصری خاتون بنت محمد بدر الدین، مقام سونمنی نمبر ۱۱، ڈاکخانہ سونہ، بلاک سنگھیا، ضلع سمستی پور......فریق اول

بنام

محمد اعجاز الحق ولد محمد قمرل مرحوم، مقام سونمنی نمبر ۱۱، ڈاکخانہ سونہ، بلاک سنگھیا، ضلع سمستی پور.........فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول انصری خاتون بنت محمد بدر الدین نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ خیر العلوم بردونی، ضلع سمستی پور میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶ر جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ر بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

ای ڈی کے 'اختیارات' پر سپریم کورٹ کا اہم فیصلہ

پی ایم ایل اے کے تحت ای ڈی کے اختیارات کے خلاف دائر درخواستوں پر سپریم کورٹ میں سماعت ہوئی، اس دوران عدالت نے کہا کہ وہ اس کیس کی سماعت جاری رکھے گی، عدالت نے کہا کہ وہ سالیسٹر جنرل سے اتفاق یا اختلاف کر سکتے ہیں؛ لیکن انہیں سماعت شروع کرنے کی اجازت دی جائے، جن درخواستوں پر عدالت سماعت کر رہی ہے وہ منی لانڈرنگ کے متعدد مقدمات میں ملزمان کی جانب سے دائر کی گئی ہیں، مرکز کی جانب سے ایس جی تشار مہتا نے اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ پہلے درخواستوں میں صرف 2 دفعات کے جواز کو چیلنج کیا گیا تھا؛ لیکن اب کئی دیگر دفعات کو چیلنج کیا گیا ہے، پی ایم ایل اے اس وقت ملک کے لیے ایک بہت اہم قانون ہے، مرکز نے عدالت کو بتایا کہ اس بنچ کے سامنے عرضیاں درج ہونے کے بعد ان درخواستوں میں بہت سی ترامیم کی گئی تھیں، جب کہ ابتدا میں صرف دفعہ 50 اور 63 کو چیلنج کیا گیا تھا، اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن اب مزید پانچ حصوں کو چیلنج کیا گیا ہے، اس صورت میں انہیں سماعت شروع ہونے سے پہلے اپنا جواب داخل کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔(ایجنسی)

گیان واپی مسجد میں ہوئے سروے کی رپورٹ پیش کرنے کیلئے پھر مہلت ملی

گیان واپی مسجد میں محکمہ آثار قدیمہ (اے ایس آئی) کو اپنی سروے رپورٹ پیش کرنے کے لئے ایک اور مہلت ملی ہے تاہم اس کی درخواست کے مطابق عدالت نے 15 دن کا وقت نہیں دیا۔ ضلع عدالت نے محکمہ کو ہدایت دی ہے کہ وہ آئندہ 10 دنوں میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ یہ سروے کئی ماہ سے جاری ہے جو یہ پتہ لگانے کے لئے کیا جارہا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے لئے مندر کو توڑا گیا تھا اور مسجد میں سروے کے دوران جو اشیاء ملیں، ان کو حفاظت کے ساتھ ڈی ایم کی موجودگی میں آثار قدیمہ نے کچہری کے خزانے میں جمع کروادیا تھا۔ سروے رپورٹ کو پیش کرنے کے لئے عدالت نے چوتھی مرتبہ 17 نومبر کا وقت دیا تھا، اس پر آثار قدیمہ نے عرضی داخل کر کے 15 روز کی مزید مہلت مانگی تھی۔ ضلع جج ڈاکٹر اجے کرشن وشویش نے 15 روز کا وقت تو نہیں دیا مگر رپورٹ پیش کرنے کے لئے 10 روز کا وقت دیا ہے۔ اس طرح اب 28 نومبر کو رپورٹ پیش کرنے کے لئے تاریخ مقرر کی گئی ہے۔(نورالحسن خاں، وارانسی)

پنوتی بیان 'تبصرہ پر راہل گاندھی کو EC نوٹس، جواب کے لیے ایک ہفتہ تک کا وقت

واضح ہو کہ نیوز رپورٹ سے ملی جانکاری کے مطابق کانگریس لیڈر راہل گاندھی کی مشکلات ایک بار پھر بڑھ

محمد اظہار

سکتی ہیں۔ بی جے پی نے راجستھان میں انتخابی مہم کے دوران لفظ 'پنوتی' کے استعمال کو لے کر الیکشن کمیشن سے شکایت کی تھی۔ بی جے پی کی شکایت پر الیکشن کمیشن نے اب کانگریس لیڈر کو نوٹس جاری کیا ہے۔ الیکشن کمیشن نے کانگریس لیڈر کو جواب دینے کے لیے ہفتہ تک کا وقت دیا ہے۔ بی جے پی کی طرف سے کی گئی شکایت کے مطابق، راہول گاندھی نے ایک میٹنگ میں پی ایم مودی پر حملہ کرتے ہوئے 'پنوتی'، جیب کترے' اور قرض معافی کے بارے میں تبصرے کیے تھے۔

مبینہ شیولنگ میں چھیڑ چھاڑ کے خلاف دائر عرضی خارج

گیان واپی مسجد میں مبینہ شیولنگ سے چھیڑ چھاڑ کے کیس کی عرضی کو عدالت نے نا قابل سماعت قرار دے کر خارج کر دی ہے۔ عرضی میں شیولنگ سے چھیڑ چھاڑ کر کے وضو خانہ بنانے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اسپیشل سی جے ایم شکھا یادو کی عدالت نے گیان واپی سے متعلق معاملہ میں ایک مقدمہ درج کرنے سے متعلق داخل عرضی کو نا قابل سماعت بتاتے ہوئے مسترد کر دیا۔ کورٹ نے پچھلی تاریخ پر اس عرضی کی سماعت کے بعد فیصلہ محفوظ کر لیا تھا۔ بجرڈیہہ بھیلے پور کے ودیک سونی اور بے دھوج شریواستو کی جانب سے کورٹ میں سی آر پی سی کی دفعہ 156(3) کے تحت یہ عرضی داخل کی گئی تھی۔(ایجنسی)

حکومت بہار جلد دے گی 94 لاکھ خاندانوں کو 2-2 لاکھ روپئے

بہار کے تقریباً 94 لاکھ خاندانوں کو نتیش حکومت 2-2 لاکھ روپئے دینے جارہی ہے۔ سروے کے مطابق بہار میں 94 لاکھ 33 ہزار 312 خاندان ایسے ہیں جن کی ماہانہ آمدنی 6 ہزار روپے سے کم بھی ہے۔ ایسے خاندانوں کو حکومت نے غریبی کے زمرے میں رکھا ہے۔ انہی خاندانوں کو اس منصوبہ کا فائدہ پہونچے۔ سبھی 94 لاکھ خاندانوں کو ایک ساتھ پیسہ نہیں ملے گا۔ 5 سال میں الگ الگ کر کے سرکاری منصوبہ کی رقم سبھی خاندانوں تک پہنچائی جائے گی۔ ذات پرمبنی گنتی کی رپورٹ کے مطابق بہار میں جنرل کلاس کے کل خاندانوں میں سے 25.09 فیصد پسماندہ کلاس میں سے 33.16 فیصد انتہائی پسماندہ کلاس میں سے 33.58 فیصد، درج فہرست ذات میں سے 42.93 اور درج فہرست قبائل میں سے 42.70 فیصد خاندان غریب ہیں۔ ہر خاندان سے ایک شخص کو ہی اس منصوبہ کا فائدہ دیا جائے گا۔ حکومت کا مقصد ہے کے غریب خاندان کا ایک شخص اس رقم سے صنعت قائم کر کے روزگار حاصل کرے۔ اس سے ان کے خاندان کی اقتصادی حالت بہتر ہوگی۔ خود روزگار اور ترقیاتی منصوبوں کیلئے دیگر سرکاری محکموں میں جاری فلاحی منصوبوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے گا۔(پی این ایس، پٹنہ)

طب وصحت

رات کو 5 گھنٹے سے کم نیند ڈپریشن کے خطرے کا سبب

حال ہی میں برطانیہ میں ہونے والی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ رات کو پانچ گھنٹے سے کم نیند آنے سے ڈپریشن کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔ اس سے قبل 32 ممالک کے ماہرین کی جانب سے کی جانے والی ایک تحقیق سے معلوم ہوا تھا کہ ڈپریشن سے نیند کے مسائل سمیت اعصابی مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں جو فالج کا سبب بن سکتے ہیں، نیند میں خرابی اور دماغی صحت کے درمیان تعلق کے بارے سبھی جانتے ہیں لیکن یہ واضح نہیں ہوسکا تھا کہ کس مسئلے کی علامات پہلے ظاہر ہوتی ہیں تاہم اب سائنسدانوں کو شواہد ملے ہیں کہ رات کو مسلسل کم نیند آنے سے ڈپریشن کی علامات پیدا ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

گارڈین کی رپورٹ کے مطابق محققین نے انگلش لانگیٹوڈینل اسٹڈی آف ایجنگ کے ذریعے 7 ہزار 146 افراد کے جینیاتی اور صحت کے ڈیٹا کا جائزہ لیا، ابتدائی تحقیق سے معلوم ہوا تھا کہ اگر فیملی میں کسی کو ڈپریشن ہو تو خاندان کے دیگر افراد کو بھی یہ بیماری ہوسکتی ہے، لیکن اس کی شرح 35 فیصد تھی، اور یہ کہ جینیاتی اختلافات نیند کے دورانیے میں 40 فیصد فرق کا سبب بنتے ہیں، ڈپریشن کے باعث نیند کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جب محققین تحقیق میں شامل لوگوں کا کئی سالوں تک جائزہ لیا تو محققین کو معلوم ہوا کہ جو افراد رات کو پانچ گھنٹے سے کم سوتے ہیں ان میں 4 سے 12 سال کے عرصے میں ڈپریشن کی علامات پیدا ہونے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے، تاہم وہ لوگ جو جینیاتی طور پر ڈپریشن کا شکار تھے انہیں نیند کے مسائل کا زیادہ سامنا نہیں کرنا پڑا۔

تحقیق میں شامل لوگوں کی نیند کے دورانیے کا جائزہ لیا گیا تو ابتدائی تحقیق سے معلوم ہوا کہ 10% سے زیادہ لوگ رات کو 5 گھنٹے سے کم سوتے تھے تاہم تحقیق کے اختتام پر یہ شرح 10 فیصد تک بڑھ گئی تھی، اس کے علاوہ تحقیق کے ابتدائی جائزے میں جن لوگوں میں ڈپریشن کی علامات تھیں ان کی شرح 9 فیصد تھی جو تحقیق کے اختتام میں یہ شرح 11 فیصد تک بڑھ گئی تھی، رپورٹ کے مطابق پانچ گھنٹے یا اس سے کم نیند آنے والے افراد میں ڈپریشن کی علامات پیدا ہونے کا امکان 2.5 گنا زیادہ ہوتا ہے، اگرچہ یہ نتائج ان لوگوں کے لیے حوصلہ افزا نہیں ہیں جو پہلے ہی نیند کے مسائل سے دوچار ہیں، پی ایچ ڈی کی امیدوار اور تحقیق کی مصنف اوڈیا ہیملٹن نے زور دیا کہ کم نیند اور ڈپریشن کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، اچھی ذہنی صحت میں اہم کردار ادا کرتی ہے، انہوں نے مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ نیند کو ترجیح دینا لازمی ہے، آپ ان مسائل کا جینیاتی طور پر شکار ہوسکتے ہیں لیکن آپ ان خطرات کو کم کرنے کے لیے ضروری اقدامات کر سکتے ہیں۔

نیند نہ آنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے: امریکن اکیڈمی آف سلیپ میڈیسن کے مطابق صرف امریکا میں 50 سے 70 لاکھ بالغ افراد کو باقاعدگی سے مناسب نیند نہیں آتی ہے، اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں، جن میں: کم عام مرکزی نیند کی کمی ہے، ایک ممکنہ طور پر مہلک عارضہ جس میں سانس لینا بند ہو جاتا ہے اور غیر متوقع طور پر شروع ہو جاتا ہے کیونکہ دماغ ٹھیک سے کام نہیں کر رہا ہے۔

سانس لینے میں مشکل: خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں ایک ارب افراد سانس کی بیماری میں مبتلا ہیں، نیند کی بیماری ایک مہلک عارضہ ہے جس سے سانس لینے میں مشکل ہوسکتی ہے اور دماغ ٹھیک سے کام نہیں کرتا۔

نیند کا نہ آنا: امریکن سائیکاٹرک ایسوسی ایشن کے مطابق تقریباً 3 میں سے ایک امریکی بالغ شخص کو نیند نہ آنے یا بہت جلدی جاگنے اور دوبارہ نیند نہ آنے میں پریشانی کا سامنا ہے، دنیا بھر میں انسومنیا یعنی نیند کا نہ آنا کی شرح 10 فیصد سے 60 فیصد تک بڑھ چکی ہے۔

ضرورت سے زیادہ سونا: ایسی حالت جب لوگوں کو بہت زیادہ نیند آتی ہے، مثال کے طور پر گاڑی چلاتے ہوئے بھی نیند کے چونکا دینے والے جھٹکے آنا، انتہائی خطرناک ہے جسے ہائپرسومنیا کہا جاتا ہے، امریکن سائیکاٹرک ایسوسی ایشن کے مطابق ایک رات کو 9 گھنٹے سے زیادہ سونا صحت کے مسائل پیدا کرسکتا ہے۔

نیند میں باتیں کرنا، چلنا یا جذبات کا اظہار کرنا: نیند کے دوران انسان اکثر باتیں کرتا ہے، تاہم کچھ افراد نیند میں چلتے بھی یا جذبات کا اظہار کرتے ہیں، بائلوجیکل اصطلاح میں اسے پیراسومنیا کہا جاتا ہے، اگر ہم نیند پوری نہیں کریں گے تو کیا ہوگا؟ نیند کی اہمیت کا اندازہ کئی دہائیوں سے ہونے والی تحقیق سے لگایا جاسکتا ہے، امریکی نیشنل سلیپ فاؤنڈیشن کے مطابق 18 سے 64 سال کی عمر کے افراد رات کو 7 سے 9 گھنٹے جبکہ 64 سال سے زائد عمر کے افراد کو 24 گھنٹوں میں 7 سے 8 گھنٹے سونا چاہیے۔

اچھی نیند کے لیے کچھ تجاویز: تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ اچھی نیند بہتر صحت کے لیے معاون ثابت ہوسکتی ہیں، اچھی نیند کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے بستر پر جانے کے لیے ایک وقت مقرر کرلیں، بستر میں جانے سے قبل کمرے میں اندھیرا کرلیں تاکہ آرام سے نیند پوری کرسکیں، روشنی آنکھوں میں پڑنے سے نیند میں خلل پیدا ہوسکتا ہے، اس کے علاوہ آپ کی خوراک کا بھی نیند سے گہرا تعلق ہے، کوشش کریں صحت بخش غذاؤں کا استعمال کریں اور شراب نوشی اور کیفین سے پرہیز کریں، اگر یہ تجاویز آپ کے لیے کارآمد ثابت نہیں ہیں تو ڈاکٹر سے تھراپی کا مشورہ لیں۔

Volume:63/73,Issue:45 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوف فساد خلق سے ناگفتہ رہ گئے
(آزادانصاری)

مسجد اقصیٰ روتی ہے!

نازش ہما قاسمی

1947 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کی تقسیم کا فیصلہ کیا اور اسکے پچپن فیصد حصہ پر ایک آزاد شیطانی ریاست کے قیام کا فارمولا پیش کیا گیا، 1948 میں بن گوریان نے اسرائیل کی آزادی کا اعلان کردیا اور اس طرح پہلی مرتبہ دنیا میں اورخصوصاً قلب عرب میں یہ ناسور وجود میں آیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے نہتے فلسطینیوں کوموت کے گھاٹ اتار کر اپنے ناپاک عزائم سے انسانیت نواز طبقے کوسوچنے پر مجبور کردیا، بے شمار غریب افراد ان دجالیت کے پرستاروں کے ظلم وستم سے تنگ آکر ارض فلسطین سے ہجرت کر کے مختلف عرب ممالک میں قیام پذیر ہو گئے، 1947 میں قائم کی گئی شیطانی ریاست اسرائیل اب دنیا کے طاقتور ممالک میں شمار کی جارہی ہے۔ اسرائیل کا وجود دراصل امریکہ اور برطانیہ کا مرہون منت ہے، برطانوی سامراج کے زمانہ میں ہی پہلی جنگ عظیم کے بعد یہودیوں کوفلسطین میں بسانے کا عمل شروع کردیا گیا تھا؛ کیونکہ یہ ممالک یہودیوں کے مکروفریب سے واقف تھے اور یہ انہیں اپنے ملک میں بسانے کی غلطی نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ اس آبادکاری کو مذہبی رنگ دیدیا گیا اور تاریخ سے انحراف کرتے ہوئے ہیکل سلیمانی کا رنگ چڑھادیا گیا، نتیجہ میں آج تک اسرائیل مسلسل اہل فلسطین پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑ رہا ہے اور اس وقت وہاں بے گناہوں اور معصوم بچوں کوموت کے گھات اتارنے پر تلا ہوا ہے، غزہ کے علاقہ کو پوری طرح کھنڈر میں بدل دیا ہے اس نے ظلم کی ایک ایسی تاریخ مرتب کردی جسے چنگیز خان کی درندہ صفت فوج بھی سن کر شرما جائے، وہ توصحرا بیاباں میں رہتے تھے جوانسانی دنیا کے اخلاق وعادات سے ناواقف تھے؛ لیکن یہ درندے انسانی دنیا کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں، خود کوتہذیب وتمدن کا خالق تصور کرتے ہیں۔ ہٹلر نے کیوں ان یہودیوں کاقتل عام کیا تھا وہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے ان مکارفریب یہودیوں کی شیطانیت دیکھ کر۔

اس سے پہلے 1948 کی پہلی جنگ میں اسرائیل نے فلسطین کی بستیوں پر ٹینک چلادیے اور نہتے فلسطینیوں کوموت کے گھاٹ اتاردیا اور جو باقی زندہ بچ گئے انہیں بندوق کی نوک پر ملک چھوڑنے کیلئے مجبور کردیا اور چارسو سے زائد عرب دیہاتوں کومکمل طور پر کھنڈر میں تبدیل کردیا گیا 1967 کی جنگ میں اسرائیلی درندوں نے عرب کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا، بعد ازاں 1977 میں دوبارہ یہودیوں کی آبادکاری کا سلسلہ شروع کیا گیا جس میں زبردستی کئی ہزار اہل فلسطین بے گھر کردیئے گئے، 1982 میں دجال کے ان پجاریوں نے ایک فلسطینی کیمپ پر اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک ہزار سے زائد افراد کوشہید کردیا اور اب تک ظلم وستم کا بازار گرم ہے اور کوئی بھی ان بے سہارا فلسطینیوں کی مدد کے لئے تیار نہیں ہے، ماضی میں ہردو سے چار سال بعد دجال کے پجاری معصوم فلسطینیوں پر ہیلی کاپٹر، ٹینک اور جدید قسم کے اسلحہ سے تیار ہوکر حملہ آور ہوتے رہے ہیں، دنیا کے چند ممالک میں صداء احتجاج بلند کی جاتی ہے، ہنگامی طور پر اقوام متحدہ کا اجلاس طلب کیا جاتا ہے، امریکہ اور اس کے حوارین دجال کے پرستاروں کے حق میں بولتے ہیں اور پھر ثالثی کا ڈرامہ شروع کیا جاتا ہے، چند قراردادیں پیش کی جاتی ہیں، کچھ نئے منصوبے بنتے ہیں، دوچار کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں اور کانفرنس کا اختتام ہوجاتا ہے۔

فلسطین میں جاری یہ جنگ عالم انسانیت کی سب سے عجیب جنگ ہے، ایک طرف جنگی ہتھیاروں سے لیس شیطانی لشکر ہے، دوسری طرف نہتے، لاچار اور غریب عوام ہیں جو خدا وحدہ لاشریک لہ کے پرستار ہیں، ایک طرف میزائل، ٹینک، مشین گن، اور حفاظتی وردی میں ملبوس خدا کے دشمن ہیں تو دوسری طرف غلیل، پتھر اور اینٹ کو ہتھیار بنا کر لڑنے والے دجالیت کے منکر ہیں، ایک طرف سے بم برسائے جاتے ہیں تو دوسری طرف سے ارض فلسطین کے ننھے منے گلاب معصوم چہرے والے بچے فتح وشکست کی رسم دنیا سے بے نیاز پتھر لیکر بموں کے مقابلے کیلئے آجاتے ہیں۔ نہ جانے کب تک یہ کھیل کھیلا جاتا رہے گا، کب تک معصوم فلسطینیوں کے گھر بار اجاڑے جائیں گے، کب تک خون میں لپٹی معصوم بچوں کی لاشیں ہمیں رلائیں گی۔ کیا یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا یا پھر اس کی روک تھام کیلیے کچھ ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے۔ امریکہ اور اس کے حوارین یا پھر اقوام متحدہ کے پاس اس مسئلہ کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے عظیم تر اسرائیل کا وجود جہاں بیٹھ کر دجال کے پجاری پوری دنیا پر حکومت کرسکیں۔ مسجد اقصیٰ میں مسلمانوں کو آئے دن نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے، مصلیوں پر طرح طرح کے الزامات لگا کر زنداں کی تاریک کوٹھریوں میں ڈھکیل دیا جاتا ہے، زیرزمین کھدائی اور مسلسل گولی باری اور بمباری کی وجہ سے اقصیٰ کی دیواریں کمزور سے کمزورتر ہوتی جارہی ہیں، غریب ونادار فلسطینی آج بھی اپنا سب کچھ اقصیٰ کی حفاظت کی خاطر لٹانے کیلئے تیار بیٹھے ہیں؛ لیکن جن کے پاس دفاع کیلیے کوئی مضبوط طاقت نہ ہو وہ محض قوت ارادی واعتمادی کی بنا پر کب تک مقابلہ میں کھرے رہ سکیں گے، جو خود برباد کردیے گئے ہیں وہ دوسروں کو کب تک آباد رکھیں گے، پھر بھی یہ محض ایمانی حرارت ہے کہ مسلسل سات دہائیوں سے فلسطینی آج بھی دیوار آہنی بنے ہوئے ہیں اور اقصی کی حفاظت اپنے آخری سانس تک جاری رکھنے کا عزم کرچکے ہیں۔

مسجد اقصی سے مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ وابستہ ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفرمعراج کی شروعات کی تھی، چودہ سو سالہ تاریخ میں ہمیشہ مسلمانوں نے اقصی کی حفاظت کی ہے اور مسلمان ہی اس کے ذمہ دار رہے ہیں، حفاظت کرنے والے یہ وہی فلسطینی ہیں جوکئی ہزار سال سے اقصیٰ کے اردگرد آباد ہیں، اس طویل عرصہ میں صرف 95 سال کا عرصہ گزرا ہے جس میں صلیبیوں نے اقصی پر قبضہ کرلیا تھا جس کی سرکوبی کیلیے صلاح الدین ایوبی کو 30 سے 35 سال تک مسلسل جنگ کے میدان میں رہنا پڑا اور اب ایک مرتبہ پھر صلیبیوں کی ہی مدد سے دنیا کی ذلیل ترین قوم اور دجال کے پجاری حملہ آور ہیں جن کی سرکوبی کی خاطر پھر اقصی کی دیواریں ایوبی کو صدائیں دے رہی ہیں۔ چیخ چیخ کر پکار رہی ہیں۔ اے مسلمانو! آؤ اقصی کی حفاظت کرو۔ کیا ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم ان کے حق میں آواز اٹھائیں؛ لیکن ہمیں کیا فرق پڑتا ہے مسجدوں کے شہید ہوجانے سے. ارے ان سے پوچھو اقصی کی حقیقت کیا ہے جو آئے دن صحن اقصی میں غاصب یہودیوں سے پنجہ آزمائی کر کے جام شہادت نوش کرتے ہیں، اے مسلمانو! حالات کی نزاکت کومحسوس کرتے ہوئے اپنے اندر تبدیلی لائیں، اقصی کی بازیابی کے لیے تن من دھن سے اٹھیں، خدا قسم یہودی بڑی ذلیل قوم ہے اللہ ہمیں اس پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اے فلسطینی شیر دل مجاہدو ہم مجبور ہیں؛ لیکن تمہارے غم میں برابر کے شریک ہیں، اقصی صرف تمہارا ہی قبلہ اول نہیں؛ بلکہ ہم تمام کا ہے ان شاء اللہ اس پہ کوئی آنچ نہ آنے دیں گے۔ اور مجھے آپ کے ان داؤدی پتھروں پہ مکمل یقین ہے کہ وہ پتھر ان کافروں کوتہہ تیغ کردے گا ان شاء اللہ۔

حالیہ ایک ڈیڑھ ماہ سے اسرائیل غزہ کا محاصرہ کئے ہوا ہے وہاں عام شہریوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے اور کوئی مسلم حکمراں کھل کر ساتھ دینے سے گریز کر رہا ہے۔ یادرکھیں اقصیٰ یہ صرف اہل فلسطین کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری دنیا میں بسنے والے ہر کلمہ گو مسلمان پر ضروری ہے کہ اقصیٰ کی حفاظت کے لئے سعی کریں، خصوصاً اہل عرب جو مکمل طور پر اسلامی ممالک کہلاتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ بحیثیت مسلم قائد ہونے کہ اہل فلسطین کوظالموں کے شکنجہ سے بچائے اور اقصیٰ کی حفاظت کی خاطر ایوبی کا عزم پیدا کر کے دنیائے ظلم وستم پر حملہ آور ہو، بصورت دیگر وہ دن دور نہیں جب ہم اقصیٰ کا نام تو سنیں گے لیکن اقصیٰ کا نام ونشان ختم ہو چکا ہوگا اور اس کی جگہ ہیکل سلیمانی ہوگا اور اقصیٰ کے آنسوؤں کے سیلاب میں ہم تمام گناہگار ہوں گے۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)

WEEK ENDING-27/11/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner